
ایک اور ایک
گیارہ
مجموعہ کلام
ڈاکٹر طارق انور باجوہ

ایک اور ایک

گیارہ

مجموعہ کلام

ڈاکٹر طارق انور باجوہ

کتاب : ایک اور ایک گیارہ

﴿کلام نومبر سنہ ۲۰۲۲ تا اگست سنہ ۲۰۲۳﴾

شاعر : ڈاکٹر طارق انور باجوہ

ناشر : ڈاکٹر ریحانہ رحمٰن بٹ

سنِ اشاعت : ۲۰۲۳

ملنے کا پتہ :

55 Combemartin Road, London

SW18 5PP

bajwauk@hotmail.com

سرورق : عامر ملک

کمپوزیشن : نابغہ طاہر باجوہ



ڈاکٹر طارق انور باجوہ

ایں چشمۂ رواں کہ 'بفضلِ خدا' دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است

انتساب

اپنے استاد مکرم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب کے نام

قطعہ

نہیں ہے شک کہ مرا علم ہے بڑا محدود
مگر یہ راستہ کرتا نہیں مرا مسدود

عطا وہ کر دے جسے چاہے اپنی قدرت سے
کہ علم کا وہ خزانہ ہے جو مرا مسجود

ترتیب

قطعہ 3

پیش لفظ 10

- ❖ محترم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب 10
- ❖ سخنوروں کی قیمتی آرا.. 14
- ❖ اظہارِ تشکّر 22
- ❖ غزلیات اور نظمیں 28

1. حمدِ باری تعالیٰ 29
2. حمدِ باری تعالیٰ 31
3. حمد باری تعالیٰ 33
4. مناجات 35
5. مناجات 37
6. حمد سے تر رکھیں سب زباں احمدی 39
7. ساحلِ سمندر پر۔۔۔ 41
8. نعتِ رسولِ مقبول ﷺ 44
9. نعتِ رسولِ مقبول ﷺ 46
10. ”خلافت ہے ایماں کا روشن نشاں “ 48

11. خلافت 52
12. بیادحضرت خلیفہ المسیح الرّابع ایدّہ اللہ 54
13. بیادحضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدّہ اللہ 56
14. کب رہا شیطاں سے آدم کو مفر 58
15. لجنہ اماءاللہ کی صد سالہ جوبلی پر۔۔۔ 60
16. جانتا کب ہے کیا نہیں مانا 63
17. یہ فضا اجنبی سی لگتی ہے 66
18. شہروں کو وحشیوں سے بچائیں گے پھر کہاں 68
19. ضبط کیوں گرمئِ جذبات نہیں ہوتی اب 70
20. وہ گر مسلماں ہیں، دُور اتنے ہیں کیوں خدا سے، یہ اُن سے پوچھو 72
21. آؤ سب مل کے نئے سال میں اک کام کریں 74
22. کیوں نظر آتے نہیں حالاتِ شب 76
23. دردِ دل دیکھ، مری آہ زبانی نہ سمجھ 78
24. اشک بن بن کے وہ آنکھوں میں اتر جائے گا 80
25. جورعبِ حسن سے اب تک ڈرے ہوئے ہی نہیں 82
26. غمِ دوراں کے سبب کب، غمِ جاناں سے گئے 84
27. اِن آنکھوں میں تُو تھا تو حسیں خواب بہت تھے 86
28. بھاتے ہیں دل کو کب کہیں بھی گُل کھِلے ہوئے 88
29. جب کبھی یاد تری آئے، غزل ہوتی ہے 89

30. چاہیں خدا کا پیار اگر پائیں دوستو 90
31. ابتدا ہی میں ملی مجھ کو سزا، یاد آیا 92
32. غزل اک خوبصورت سی میں تیرے حسن پر لکھوں 94
33. جہاں برتا تغافل تُم نے احکامِ شریعت سے 96
34. بخش دے میرے گنہ، ہوں ترا بندہ آخر 98
35. جہاں چل رہی ہیں مخالف ہوائیں 100
36. عجیب ہے کہ اسی کا ہے انتظار انہیں 102
37. نہ ملا کوئی سہارا اُسے، وہ لوٹ گیا 104
38. اوائل عمر سے کہتے رہے سب ہم کو سنجیدہ 106
39. جب رُخصت سارے خواب ہوئے، عِدّت میں بیٹھی ہیں آنکھیں 108
40. جوانی کو نہ سنبھالیں تو شامت آ ہی جاتی ہے 110
41. عشق سر پر سوار ہو گیا ہے 112
42. یہ مت سمجھنا کہ پڑھنے کلام آتے ہیں 114
43. زندگی کر کے جہاں سولہ سنگھار آئی ہے 116
44. مشتاق ہم ہیں دید کے اور وہ حجاب میں 118
45. دیکھ کر حیراں پریشاں ہو گئے 120
46. سُنائی دے صدا یہ لامکاں میں 122
47. ایک بہن کے خلافت کے لئے بیان کردہ جذبات 124
48. طبیعتوں میں جو یہ انکسار قائم ہے 126
49. چاک پر خاک جب کوزہ گر ڈال دے 128

50. دل کی آواز سُنائے گی کہ میں قتل ہوا 130
51. تم کو ملنے کی روک تھی ہم سے 132
52. ہم محبّت کے تقاضوں کو نبھاتے رہ گئے 134
53. عدل وانصاف جو دربارِ میں گم ہو جائیں 136
54. ایک بچے کے قبل از پیدائش ضائع ہونے پر۔۔۔ 138
55. اتنی عجلت میں کیوں نماز، پڑھو 140
56. فریب کھائے ہیں دل نے جہان میں کیا کیا 142
57. دروغ گوئی سے ہے مولوی کو کب پرہیز..144
58. کردار تیرا احسن ہو، تقوٰی ترا جمال..146
59. احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن (اما)(AMMA) کے نام..148
60. اچھا لگتا ہے اگر اس کے گھر آنا جانا 150
61. تم مجھے کہتے ہو خوش تم سے ہوا ہوں کہ نہیں..152
62. وہ اگر روٹھے اسے جلد منانے، جانا..154
63. خزاں میں دے کے وہ نظّارۂ بہار گیا..156
64. تمہیں وہ جان سے پیارا ہو، اب ضروری ہے 158
65. تلاش میں ہے محبّت کی یہ زمانہ پھر 161
66. مایوس ہے یہ کون، یہ کس کی پکار ہے؟ 163
67. تری جو راہ کے پتھر ہیں وہ نگینے ہیں 165
68. کبھی جو جرم کیا ہے اسے بھلانے کا 168
69. راگ الفت کا چھیڑ آدھی رات..171

70. کیا ہے دل میں نہاں، نہیں معلوم 173
71. وہ جو کہتے ہیں غزل بیٹھ کے، تنہائی میں 175
72. جب فرشتہ لئے ہاتھوں میں کتاب آئے گا 177
73. کبھی ہوں جو حالات تیرے کشیدہ 179
74. مری ہجرتوں نے وطن میں مجھ کو حراستوں سے بچا لیا 181
75. خوش جرمنی کے احمدی اِمسال ہوئے ہیں 183
76. یہ جوڑ لیتے ہو، جو تم کبھی کبھی الفاظ 185
77. سفر کے بعد سفر، زندگی یہی تو ہے 188
78. آپ کے گھر میں شکایت کی روایت ہو گی 190
79. کتنے بلند اُن کے اقبال ہو رہے ہیں 192
80. تیرے ستم کا ہو کے شکار آ گیا ہوں میں 195
81. دلوں کی حمد سے تنویر کر کے دیکھتے ہیں 197
82. یوں تو لگتا تھا ہے تدبیر نمایاں تیری 199
83. امن کا پیغام 201
84. نئے سرے سے یہ تمہید کر کے دیکھتے ہیں 203
85. یوں تیری چاہ میں دل سے، تجھے دُعا دیں گے 205
86. کہتا ایک غزل ہوں عمدہ، تیرے نام 207
87. ایک ہو اک اور دو ہوں گیارہ 209
88. اگر ہے میکدہ، ساقی نہیں ہے 211
89. پیارے آقا سے آموں کا تحفہ ملنے پر تازہ نظم 213

90. مکرّم عبد الرّحمٰن بٹ مرحوم 215
91. واصف نے ختم کر لیا قرآن شکر ہے.. 217
92. ا۔ابراہیم کی پہلی سالگرہ پر۔۔۔ 219
93. ۲۔ابراہیم کی پہلی سالگرہ پر۔۔۔۔ 221
94. ۳۔"ابراہیم" کی پہلی سالگرہ پر۔۔۔.. 223
95. ڈاکٹر مرزا مبشّر احمد صاحب مرحوم.. 225
96. قطعات 228
97. پنجابی غزلاں۔۔.. 232
98. رڑے میدان اچ پُنجے بیہہ کے 232
99. سوچیں پے کے حشر دیہاڑے،کِیہ کردے 234
100. جیہڑا اُٹھدا اے ساریاں نُوراں دا اوس نُور دا ہویا ظہور دسّاں 237
101. محترم مبارک صدیقی صاحب دی والدہ صاحبہ دی وفات اُتّے پُرسا۔ 238

پیش لفظ

محترم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب

ڈاکٹر طارق انور باجوہ کا نیا مجموعہ "ایک اور ایک گیارہ" مسوّدے کی صورت میں میرے سامنے ہے اور میں ان کی برق رفتار شاعری کو داد دیتے ہوئے سوچ رہا ہوں اگر ان کو کسی دوست نے شعروں کی مشین کہا ہے تو یہ سو فیصد درست، بجا اور بر محل ہے۔ لیکن ایک بات میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس زود گوئی میں ژولیدہ گوئی نہیں بلکہ اس تیز رفتار دریا کی روانی ہے جو اپنے اندر بیش قیمت صدف اور جواہر سموئے ہوئے ہوتا ہے۔

ہمارے اس شاعر کی قدرتِ کلامِ محدود نہیں بلکہ سخن کی اکثر معتبر اصناف پر انہیں عبور حاصل ہے۔ غزل، حمد، نعت، مثنوی، مناجات، قطعات ہر صنف میں ان کی قادر الکلامی اپنے جوہر دکھاتی ہے۔

حمد

اُس نور تک رسائی تو مشکل نہیں مگر
دیکھیں اسے وہی جو ہوئے دیدہ ور کہوں

یہ آس لے کے مگر اس کے در پہ بیٹھا ہوں
دُعا سنے گا کبھی تو مری۔ مجیب ہے وہ

نعت

جاں ترے کُوچہ میں آ کر یہ فنا ہو جاتی
مجھ کو گر قوّتِ پرواز عطا ہو جاتی

دیکھ لیتا جو عدو چہرہ تِرا غور کے ساتھ
روشنی چہرے کی آنکھوں کی ضیا ہو جاتی

خلافت سے محبّت

خلافت سے محبّت ہے تو پھر یہ جان کیا شے ہے
یہ سودا اہلِ دل کو کس قدر سستا نظر آیا

مصیبت جو سر پر پڑے ناگہاں
ہلا دے دلوں کو کڑا امتحاں

خلافت ہی اس وقت ہو کر عیاں
وہ آغوش جو مومنوں کی اماں

بنا اس کے ہم چین پائیں کہاں
فدا اس پہ کیوں نہ کریں مال و جاں

غزل گوئی اور رنگِ تغزّل

اشک بن بن کے وہ آنکھوں میں اتر جائے گا
دردِ دل اور بڑھے گا تو کدھر جائے گا
یقیں دلاؤں انہیں کیا کہ یاد رکھتا ہوں
کبھی جو میری نظر سے پرے ہوئے ہی نہیں
ہے اب تو ہو گئی عادت ہے مسکرانے کی
ہے اس کو حوصلہ بندوں کو آزمانے کا

انگلستان میں اردو زبان و بیان کو سمجھنے والے اکثر لوگ مہاجرت کے درد سے گزرے ہیں اور ہجرت کی کڑی راہوں نے ان پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب نے اس پر بھی طبع آزمائی کی ہے۔

پوچھ مت قیمتِ ہجرت جو چکائی ہم نے
جب وطن لوٹے کئی ایسے تھے جو ماں سے گئے

اور اب وطن کی حالت کیا ہے

گھروں میں گھس گئے قانون کے ہیں رکھوالے
جب ان کے ہاتھ میں چالان ہی نہیں کوئی

یہ دیں کے نام پہ کرتے ہیں کیا کیا کچھ
کہ جن کو دیکھ کے حیرت میں ہیں پڑے انگریز

ہم اپنے اس شاعر کا قطعہ پیش کرتے ہوئے آپ قارئین سے اجازت لیتے ہیں۔

بتوں کو دیکھ کے سجدے میں گر گیا ہوگا
کوئی تو رشتہ ہے شیطان سے جو باقی ہے
کبھی جو یاد اسے آئے وہ کرے توبہ
یہی امّید ہے انسان سے جو باقی ہے

پروفیسر مبارک احمد عابدؔ

لندن 5 ستمبر 2023

سخنوروں کی قیمتی آراء

خلاقِ اعظم نے اپنے خزانے سے ڈاکٹر طارق انور باجوہ کو جو تخلیقی جواہر پارے عطا کئے ہیں، ہر ایک کے لئے اس کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے۔ ان کی ذہن کی بالیدگی، تخلیقات کی دلکشی، تصوّرات کی پاکیزگی، سوچ اور فکر کی گہرائی، ادراک و فہم کی گیرائی تک رسائی حاصل کرنا جوئے شیر کی حصولی سے کسی طرح کم نہیں۔

عبدالکریم قدسی

6 ستمبر 2023

امریکہ

بات ایک سے چلی اور گیارہ تک پُہنچی اور یُوں جناب ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کا گیارھواں مجمُوعۂ کلام، ایک چونکا دینے والا عُنوان اور نام لئے، ہمارے سامنے ہے۔ "ایک اور ایک گیارہ"۔ سُبحان اللہ۔

جیسے کُچھ عرصہ قبل، شروع میں ہی ہم نے کہا تھا کہ جناب طارق انور باجوہ صاحب کے ہاں ہر صُبح جو نئے سے نئے مضامین کی قوسِ قزح کے رنگ مشاہدے میں آرہے ہیں وہ اس بات کی واضع طور پر نشاندہی کر رہے ہیں کہ ہماری ملاقات ایک نت نئے امکانات کے شاعر سے ہونے جارہی ہے۔

اور آج، تین سال سے کم عرصہ میں، جب آپ کا گیارواں مجمُوعۂ کلام آیا ہے تو یہ بات اہلِ ذوق پر خُوب نمایاں ہو گئی ہے کہ جناب باجوہ صاحب کے ہاں گُونہ گُوں مضامین اور موضُوعات کی فراوانی اور حُسنِ بیان، ایک سُخن فہم قاری کو لطف اندوز ہونے اور اپنے سحر میں لئے رکھنے کو کافی ہے۔

ہماری دائم دُعا ہے کہ جناب باجوہ صاحب کے سُخن کا یہ سفر اپنی تمام تر رعنائیوں اور حُسن و خُوبی کے ساتھ جاری رہے اور اس میدان میں نئے آنے والوں کے لئے مشقِ سُخن اور شوقِ سُخن میں رہنمائی کا ذریعہ ہو۔ آمین

دُعا گو اور طالبِ دُعا،

احقر العباد،

عبد الشکُور، کلیولینڈ، اوہائیو 8۔ ستمبر 2023

بہت پیارے اور محترم ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کا گیارھواں مجموعہ کلام منظر عام پر آرہا ہے۔ خاکسار خلوص دل سے محترم ڈاکٹر صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالی محترم ڈاکٹر صاحب جیسی نافع الناس شخصیت کی عمر و صحت میں برکت عطا فرمائے اور ہم سب یونہی ڈاکٹر صاحب کے کلام سے مستفیض اور لطف اندوز ہوتے رہیں۔

اہل ادب جانتے ہیں کہ شاعری کائنات کے بسیط مشاہدات اور قلب و ذہن کی واردات کو لطیف پیرائے میں بیان کرنے کا نام ہے۔ قدرت شاعر کو وہ دیدۂ بصیرت نگاہ عطا کرتی ہے جس کی بدولت شاعر ان چیزوں اور کیفیات کا مشاہدہ کرتا ہے جو عام انسانوں کی دسترس میں نہیں ہیں۔ شاعر قطرے میں دجلہ دیکھ لیتا ہے اور پھر منظر کے اس پار کا احوال بھی دکھاتا ہے جو عام قاری کی نگاہ سے اوجھل ہوتا ہے، یہی وجہ بہت پیارے محترم اور ہر دلعزیز ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کا گیارہواں ہے کہ شاعری پر گویا الہام ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ ہر اچھے شاعر کی طرح ڈاکٹر صاحب بھی اس دور کے مورخ ہیں۔ آپکی شاعری میں نیکی کا پیغام بھی ہے، مذہبی اور طبقاتی شدت پسندی کے خلاف مزاحمت بھی ہے، اور انسانی رویوں کی عکاسی بھی ہے۔ آپ کے بہت سے اشعار ہمیں شب فراق میں وصال یار کے چراغ جلاتے بھی نظر آتے ہیں۔

ایک مشاعرے میں، میں نے کہا تھا کہ مجھے دوستوں کا فون آتا ہے اور وہ کہتے ہیں مبارک صاحب ایک غزل لکھی ہے۔ڈاکٹر صاحب کا جب بھی فون آتا ہے وہ کہتے ہیں ایک کتاب لکھی ہے۔ایں سعادت بزور بازو نیست۔

مبارک صدیقی۔لندن

ایک اور ایک گیارہ" کے آئینے میں

ادبی احباب کا ایک الگ حلقہ ہوتا ہے جو جدید شعراء کی فہرست میں آتے ہیں اور اپنے منفرد لب و لہجے سے دنیائے ادب میں پہچانے جاتے ہیں اُنہیں کے ساتھ ایک بلند قامت ستارہ جو اپنی روشنی بکھیر رہا ہے دنیائے ادب میں یہ ستارہ ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کے نام سے پہچانا جاتا ہے جس نے اپنی روشنی سے دنیائے ادب کو اور بھی جگمگا رکھا ہے نیز جو اکثر اپنے قریب کے ستاروں سے آنکھ مچولی کرتا نظر آتا ہے جس کی وجہ سے کہکشاں اور بھی پر کشش معلوم ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے

آپ کو غزل نظم دونوں پہ یکساں قدرت حاصل ہے

شاعر کے شعروں کو بہت باریک بینی سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ آپ شعروں میں بھی حق بات کہنے کے عادی ہیں خوشبو ہے تو وہ خوشبو ہی کہیں گے کیونکہ سورج کو سورج کہنا ہی ان کی عادت ہے چاہے نتیجہ کچھ بھی ہو ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کے اشعار میں مفہوم کی گہرائی کے ساتھ ساتھ فن بھی نظر آتا ہے جو ناقد کو سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے

ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کی شاعری ایک خاص انفرادی حیثیت کی حامل ہے جو بہت کم شعراء میں پائی جاتی ہے آپ وقت کے جھومر ہیں اور وقت کے ماتھے پر جھلملاتے ہوئے جھومر کی طرح درخشاں و تابندہ ہیں

غزل کی مقبول صنف ان کا وسیلۂ اظہار ہے
جس میں انہوں نے روایتی انداز و تناسب کو بے تکلفی اور اور سلیقے کے ساتھ برتا ہے
احساسِ جمال ان کے کلام کا نمایاں پہلو ہے وہ جس سے متاثر بھی ہوتے ہیں اور محبت کی شاعری کرتے ہیں جس میں غم دوراں کے ساتھ ساتھ غمِ جاناں کا بھی حسین امتزاج ملتا ہے
میں دعا گو ہوں پروردگار عالم انہیں مزید کامیابیوں سے ہمکنار کرے آمین ان کے ہی ایک شعر پہ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں

جان لیا جب تیرے گھر کا رستہ اب
جیون کا سب گورکھ دھندہ تیرے نام

ڈاکٹر اسحاق ساجد جرمنی
۳۱ اگست ۲۰۲۳

ایک سچے شاعر کی شاعری اس کی سوچ کی آئینہ دار ہوتی ہے جو انسان کی روح کی گہرائیوں کو چھو لیتی ہے۔
احمدی شعراء کی شاعری اس لحاظ سے بھی ایک منفرد مقام رکھتی ہے کہ ان کے جذبات سیّدنا حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے اس مبارک شعر کے زیرِ اثر ہی روشنی پکڑتے ہیں:

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلّق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مُدّعا یہی ہے

محترم طارق انور باجوہ صاحب اپنی شاعری کا سفر برق رفتاری سے طے کرتے ہوئے کامیابیوں کی بلندیوں کو چھو رہے ہیں۔ ان کا کلام ایسے گلدستہ کی طرح ہے جس میں ہر رنگ کے تازہ پھول کھلے نظر آتے ہیں۔ آپ کا مجموعۂ کلام "ایک اور ایک گیارہ" جو آپ نے اپنے استاد محترم پروفیسر مبارک احمد عابدؔ کے نام منسوب کیا ہے جدید موضوعات پر مشتمل ہے۔ قطعہ ہو یا نظم، غزل، قدرت کی عطا کردہ ہنر مندی سے بھر پور ہے جو قلبی کیفیّات کو تقویّت بخشتا ہے۔

ایک مٹی سے بنے ہیں آدمی، سرو و سمن
مختلف رنگوں کے گل ، پہنے ہوئے ہیں پیرہن

کیوں نظر آتا نہیں طارق انہیں قدرت کا ہاتھ
جس کی صنّاعی کا مظہر دیکھ لو کوہ و دمن

اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت بابرکت فرمائے۔ آمین۔

وَالسلام

شہزادہ قمرالدین مبشّر

گلاسگو سکاٹ لینڈ

6 ستمبر 2023

ڈاکٹر طارق انور باجوہ شاعروں کی کہکشاں میں ایک نمایاں شاعر ہیں جن کی شاعری میں قوسِ قُزح کے تمام رنگ پائے جاتے ہیں۔ آپ حمد و نعت، نظم، غزل و قطعہ (پنجابی اور اردو) کے قادر الکلام شاعر ہیں۔ اگر میں ان کو زمانۂ حال کے "حالی" کہوں تو مبالغہ نہ ہو گا۔ ان کے لکھنے کی رفتار حیران کن ہے۔ آپ تیز رفتار شاعر ہیں بلکہ میں تو ان کو "طوفان میل" شاعر مانتا ہوں۔

شائق نصیر پوری۔لندن

7 ستمبر 2023

اظہارِ تشکّر

الحمدللہ کہ اپنا گیارھواں شعری مجموعہ "ایک اور ایک گیارہ" پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اس سے پہلے میرے دس مجموعہ ہائے کلام کو جس طور سے پذیرائی ملی، اس کے لئے سب سے پہلے اپنے ربِّ کریم کا اور اس کے بعد فرداً فرداً تمام احباب کا تہہِ دل سے شکر گزار ہوں۔

جیسا کہ اپنی پہلی کتاب " لبِّ لباب" کی ابتدا میں، میں نے ذکر کیا تھا کہ ۱۸ مئی ۲۰۲۰، ۲۵ رمضان المبارک، کی رات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ کو اچانک چوٹ لگ جانے کی فکر میں دل پر گہرا اثر تھا۔ دُعا کر کے سویا تو خواب میں خود کو ایک لمبی نظم پڑھتے ہوئے پایا۔ آنکھ کُھلی تو احساس تھا کہ پوری نظم یاد ہے، ابھی لکھ لوں گا تاہم لکھنے بیٹھا تو نظم تو بھول گئی تھی، محض اس کی طرز یاد رہی تھی جس پر ایک نظم لکھ کر حضورِ انور کی خدمت میں بھجوا دی۔ لیکن اس وقت یہ احساس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے شاعری سکھا دی ہے اور اب میں آسانی سے شعر کہہ پاؤں گا۔ چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے خود مدد کی اور رہنمائی فرمائی اور میں نے روزانہ ایک غزل یا نظم کہنا شروع کر دی۔

میرے ذہن میں قرآنِ کریم کی یہ آیت تھی کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ تُو کہہ دے کہ اگر سمندر دواتیں بن جائیں تا کہ میرے رب کے کلمات لکھ سکیں تو وہ ختم ہو جائیں گے خواہ ویسے ہی سمندر دوبارہ لے آئیں لیکن تیرے رب کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔ تو اگر خدا تعالٰی کی کائنات پر غور کیا جائے تو ایک نظم تو روزانہ کہی جا سکتی ہے۔ اللہ کا فضل ہے کہ یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے الحمدللہ

" لبِّ لباب " میں میرا، دسمبر ۲۰۲۰ تک کا، سارا کلام شامل تھا۔ اس میں سے غزلیات کا حصّہ الگ کر کے "چاک دامانِ جنوں" کے نام سے شائع کیا گیا۔ میری تیسری کتاب، جس کا نام استاذِالمکرم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب نے از راہِ شفقت "ہم قدم دم بدم" تجویز فرمایا تھا، میں یکم جنوری ۲۰۲۱ سے ۳۱ مارچ ۲۰۲۱ تک کا کلام شامل تھا جو زیادہ تر غزلیات پر مشتمل ہے۔

"در آئینہ صفِ دوستاں" میں یکم اپریل ۲۰۲۱ سے لے کر ۳۰ جون ۲۰۲۱ تک کا کلام شامل کیا گیا۔ "نصیبِ چارہ گری" میں یکم جولائی ۲۰۲۱ سے ۳۰ ستمبر ۲۰۲۱ اور "بازگشت" میں یکم اکتوبر ۲۰۲۱ سے ۳۱ دسمبر ۲۰۲۱ تک کا کلام

شامل ہوا۔ ''پیتم بِن مَن سُونا'' میں یکم جنوری ۲۰۲۲ سے ۳۱مارچ ۲۰۲۲ ۔ آٹھویں مجموعہ میں یکم اپریل سے ۳۰ جون ۲۰۲۲ تک اور نویں ''مجموعہ سرنامہ ٔنور'' میں یکم جولائی ۲۰۲۲ سے ۳۰ ستمبر ۲۰۲۲ تک کا کلام شامل ہے۔ ۔ دسواں مجموعہ خلافت سے متعلّق کلام پر مشتمل ہے جبکہ یہ مجموعہ ''ایک اور ایک گیارہ'' اکتوبر ۲۰۲۲ سے لے کر اگست ۲۰۲۳ تک کے کلام پر مشتمل ہے یعنی اب تک کے مجموعات میں سے سب سے زیادہ وقت اس نے لیا ہے۔

دیگر مہربانوں کے ساتھ ، محترم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب کا خصوصی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو باقاعدگی سے میرا کلام دیکھ کر حسبِ ضرورت اصلاح بھی فرمادیتے ہیں۔ اس کتاب کا نام بھی ان کا منظور کردہ ہے۔ اور مجھے حیرت ہوتی ہے کہ کس قدر محنت کے ساتھ انہوں نے ایک ایک لفظ کا جائزہ لے کر اپنی مفصّل رائے کا اظہار فرمایا

اس کے علاوہ میں اپنے ان اساتذہ اور دوستوں کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے اس قابل سمجھا کہ وقت نکال کر اپنی رائے سے نوازا۔ مکرم و محترم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب نے ہر بار ایک خوبصورت پیش لفظ سے نوازا اور محترم عبد الشکور صاحب نے امریکہ سے، مبارک احمد صدیقی صاحب،

مکرم اسحٰق ساجد صاحب اور خاص طور پر مکرم طفیل عامر صاحب نے اپنی خصوصی آرا سے نوازا۔ ڈاکٹر منوّراحمد کنڈے صاحب نے حسبِ معمول کتاب کا تعارف اور رائے کا اظہار فرمایا۔ اللہ ان کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی سے نوازے اور احسن ترین جزاعطافرمائے۔ آمین!

خاکسار

ڈاکٹر طارق انور باجوہ ۔لندن

۳۰ اگست ۲۰۲۳

"ایک اور ایک گیارہ"

ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کی گیارھویں تصنیف جس کا نام ہی انسانی اتحاد کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ یعنی اگر دو اشخاص بھی متحد ہو کر کوئی غیر معمولی فعل انجام دینا چاہیں تو ان کی کاوش میں گیارہ افراد ایسی ہنر مندی پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن ہم ڈاکٹر صاحب کے حوالے سے دیکھتے ہیں کہ یہ توماشاءاللہ اکیلے ہی میدانِ سُخن میں گیارہ کی ہنر مندی سے بھی بلند تر ہیں۔ الحمدللہ

"ایک اور ایک گیارہ" کے اجمالی مطالعہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ سخن ور ایک حقیقت آشنا شخصیّت اور زندگی کی معنویّت اور عہد کے تقاضوں سے خوب واقف ایک دیدہ ور فن کار ہیں جو قاری کے دامنِ دل کو تھامنے کا بھی ہنر رکھتے ہیں۔

جلتے ہوئے شعلے پر لب رکھنے کا جسے حوصلہ نہیں وہ تو فن کار ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ فنکاری مصلحت کی چادر اوڑھ کر چھوئی موئی دوشیزہ کی طرح اپنی آبرو بچانے کی کاوش نہیں کرتی۔ وہ تو ظلم و ستم، بے انصافی اور جبر کی چالاک و خونخوار آنکھوں میں انی بن کر اترنے میں یقین رکھتی ہے مگر اپنی لطافت، شیرینی، محبّت اور شرافت سے کبھی بھی دست بردار نہیں ہوتی۔

زیرِ نظر سخن وری ایمانی لذّتوں سے بھرپور ہونے کے ساتھ ساتھ احتجاجی خوبصورتی سے بھی مزیّن ہے جس میں ہجر و وصال کے ہمراہ مومنین کو ایک مخصوص تیکھے پن کا احساس دلاتی ہے۔ ہم ان شاء اللہ آئندہ بھی ایسی ذہانت، دیانت، امانت اور صداقت سے بھرپور زندہ سخن وری سے محظوظ ہوتے رہیں گے جبکہ فی زمانہ الفاظ اپنی تہذیبی معنویت سے مبرّا ہو کر اپنے حقیقی مفاہیم سے کوسوں دور جا چکے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جناب ڈاکٹر صاحب کے کلام میں مزید رفعتیں عطا فرمائے۔۔۔

آمین

خاکسار

ڈاکٹر منوّر احمد کنڈے

ٹیلفورڈ شراپشائر ، انگلینڈ

غزلیات

اور

نظمیں

حمدِ باریٰ تعالیٰ

ایک مٹی سے بنے ہیں آدمی ، سرو و سمن
مختلف رنگوں کے گُل پہنے ہوئے ہیں پیرہن

ہے وہی مٹی نکلتے ہیں اسی سے پھول، پھل
ہے اسی مٹی نے پیدا کر دیا کھائیں جو دھن

ہیں پھلوں کے پیڑ ، جن کے ذائقے سب کے الگ
گھاس اور اشجار نے اُگ کر بھرے ہیں سارے بن

دل کو بھائے ان کا نظّارہ ، ہیں منظر دلفریب
پھول نے کیسے وہ دی خوشبو کہ مہکا ہے چمن

جانور جنگل کے ،کس خوبی سے کرتے ہیں شکار
حسن کا پیکر پرندے ، چوکڑی بھرتے ہرن

چشمِ مستِ ہر حسیں میں اس کا جلوہ آشکار
زلفِ خم کر کے اشارہ ہے بتانے میں مگن

کیوں نظر آتا نہیں طارق اُنہیں قدرت کا ہاتھ
جس کی صنّاعی کا مظہر ، دیکھ لو کوہ و دمن

❀❀❀

حمدِ باری تعالیٰ

جی چاہتا ہے خوب سے میں خوب تر کہوں
بحرِ طویل میں کہوں یا مختصر کہوں

ہے چاند اس کے حسن کے اظہار میں مگن
تعریف اس کی کر رہا ہے ، بحر و بر کہوں

دیکھوں تو ہر طرف نظر آتی ہے اس کی شان
کرنوں میں رنگ اس کے ہیں شام و سحر کہوں

رنگ اس کے ہیں گلوں میں ، قطاروں میں ہیں جو پیڑ
لے کر کھڑے ہیں چار سُو اُس کی خبر کہوں

موجود ہے وہ ہر جگہ، ہر لمحہ ہر گھڑی
قبلہ بنا دیا ہے جسے ، اس کا گھر کہوں

تخلیقِ کائنات کا باعث تھا جو وجود
رحمت تھی جس پہ جب پڑی اس کی نظر کہوں

اُس نور تک رسائی تو مشکل نہیں مگر
دیکھیں اسے وہی جو ہوئے دیدہ ور کہوں

یہ آرزو ہے سامنا اس کا ہو جب کبھی
طارقؔ اُسے میں جان و دل ، اپنا جگر کہوں

❀❀❀

حمد باری تعالٰی

کون اس جیسا مجھے یہ تو بتا لگتا ہے
حسن اس کا ہی اگر سب سے سوا لگتا ہے

آپ کر دیتا ہے پیش اپنی وہ ہستی کا ثبوت
تیرا خالق بھی وہی تیرا خدا لگتا ہے

جس نے ہر نقش تراشا ترا خود ہاتھوں سے
اس کے ہاتھوں کی مہارت کا پتہ لگتا ہے

غیر آئیں گے بھلا اُس کے مقابل کیسے
ان کو جو کچھ ہے ملا ، اُس کا دیا لگتا ہے

جو بھی تخلیق ہے اس کی مجھے پیاری ہے مگر
اس کا دشمن تو مجھے سب سے بُرا لگتا ہے

وہ تو کہتا ہے میں شہ رگ سے بھی ہوں تیرے قریب
فاصلہ دیکھ کے ڈر اُس سے ذرا لگتا ہے

اور کیا اس کے سوا ، دوں میں محبّت کا ثبوت
اُس کی تعریف کرے جو وہ بھلا لگتا ہے

ہو گیا جو بھی محبّت میں ہے گھائل اُس کی
لوگ کہتے ہیں کہ مجنوں یہ نِرا لگتا ہے

طارق آثارِ جنوں ہو گئے ظاہر بھی تو کیا
یہ بھی تیری کسی نیکی کا صلہ لگتا ہے

❀❀❀

مناجات

دے شفا مجھ کو چلا آیا ہوں تیرے گھر پر
صاف کرنے کو یہ دل لایا ہوں تیرے گھر پر

ہوں گنہ گار مگر تیری پنہ چاہتا ہوں
جانے کس منہ سے مگر آیا ہوں تیرے گھر پر

میرے مولا ہیں تری اتنی عنایات و کرم
شکر کے سجدے بجا لایا ہوں تیرے گھر پر

دیدۂ تر سے مجھے دھونا ہے دامن اپنا
اپنی اوقات سمجھ پایا ہوں تیرے گھر پر

تیرا ہوں ، تیرا میں بندہ ہوں ، ترے در کا فقیر
مانگنے سے کہاں شرمایا ہوں تیرے گھر پر

بارہا میں یہاں انوار سے شاداب ہوا
اپنی خوش بختی پہ اِترا یا ہوں تیرے گھر پر

تیری توفیق سے طارق نے سعادت پائی
پھر سے اک بار میں لوٹ آیا ہوں تیرے گھر پر

مناجات

خِرَد بجا یہ کہے ، بر تر از صلیب ہے وہ
ہے زندہ ، زندگی دینے میں تو عجیب ہے وہ

عجیب بات ہے دیکھا ، نہیں کبھی اُس کو
مگر یقین ہے ، شہ رگ سے بھی قریب ہے وہ

قدم تو اُس کی طرف میں بڑھا نہیں پایا
جو وصل پا گیا، سمجھا مرا رقیب ہے وہ

یہ آس لے کے مگر اس کے در پہ بیٹھا ہوں
دُعا سنے گا کبھی تو مری ، مجیب ہے وہ

غفور ہے وہ رحیم و کریم بھی ہے اگر
نہ خوف مجھ کو دلاؤ ، مرا حسیب ہے وہ

خدایا وصل کی صورت نکال اب کوئی
عدو ہے جو مری تنقیص کا نقیب ہے وہ

مرا گمان یقیں میں بدل نہ پائے گا
جو مجھ سے رُوٹھا ہوا ہے ، مرا نصیب ہے وہ

ہے منتظر تری نظرِ کرم کا ہی طارق
طلب میں تیری رضا کی ، ہوا غریب ہے وہ

حمد سے تر رکھیں سب زباں احمدی

چھٹّیوں پر بھی جائیں جہاں احمدی
حمد سے تر رکھیں سب زباں احمدی

ہونو لُولُو ہوائی میں آ ئے ہیں ہم
سوچا ، ہوں گے یہاں پر کہاں احمدی

ہے کنارا بلا شک یہ دنیا کا اک
پر ہوئے خوش جو دیکھے یہاں احمدی

اور اس پر خوشی یہ ہے مسجد یہاں
جس سے ہوتے ہیں سارے عیاں احمدی

ساری دنیا کو دعوت ہے دینی اگر
کیسے رہ سکتے ہیں پھر نہاں احمدی

جو نوشتوں میں لکھا ہے پورا ہو اب
ہو یہ جلدی سے سارا جہاں احمدی

ہونولُولُو جزائر ہوائی

ساحلِ سمندر پر۔۔۔

(پرل ہاربر، جہاں جاپانیوں نے ۷ دسمبر ۱۹۴۱ کو دو گھنٹے میں
امریکی نیوی اور ائیر فورس کو تباہ کر دیا تھا)

اے سمندر کی لہرو ہمیں تم کہو
درد گہرائیوں کے بھی ہنس کر سہو

سر پٹک کر یوں ساحل پہ دم توڑ دو
راز جیسے سمندر کے سب کھول دو

شور کرتے ہوئے جب بھی آتی ہو تم
واپسی پر تو چپکے سے آہیں بھرو

یوں سمندر کے رازوں کی ہو تم امیں
پھر خیانت نہ ایسے کیا تم کرو

جو سواری کریں تم پہ خوش تم سے ہیں
جھاگ غصّے میں منہ پر نہ لایا کرو

دو گھڑی دیکھ کر تم کو خوش ہوتے ہیں
لے کے خطرہ، غضب میں نہ آیا کرو

دفن کتنے سمندر کے سینے میں ہیں
راز کس نے کہا تم سے، سب سے کہو

تم سے ہم کو بھی ہے مشترک ایک غم
قید ہوں کب سے کہتی ہو اب چھوڑ دو

دردِ دل باہمی ایک ہی جب ہوا
اے سمندر کی لہرو، نہ شکوہ کرو

ہم بھی سینے میں رکھے ہوئے راز ہیں
ہم سمجھتے ہیں بہتر یہی چپ رہو

راز سینے کے سینے میں ہی دفن ہیں
ہم اگر چپ رہیں ، مت ہمیں دوش دو

صبر کو ہاتھ سے تم بھی جانے نہ دو
جو بھی کہنا ہو سجدے میں گر کر کہو

میرے سینے میں بھی ہے اک سمندر نہاں
مجھ کو دیکھا کبھی شور کرتے ہوئے !

ہاں مری سجدہ گاہوں نے دیکھے ہیں بس
میری آنکھوں سے آنسو ٹپکتے ہوئے

15.3.2023
نزیل ہونولُولُو ۔ جزائر ہوائی

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

چشمۂ فیضِ عام آیا ہے
وہ جو ماہِ تمام آیا ہے

دل کی تاریکیاں جو دور کرے
آسماں سے کلام آیا ہے

برکتیں اس سے پائیں قوموں نے
جب وہ خیر الانام آیا ہے

وہ جو پیاسے تھے لوگ صدیوں سے
دوڑتے ہیں کہ جام آیا ہے

اس سے لی ہے گلاب نے خوشبو
وہ گلوں کا امام آیا ہے

گفتگو جب کہیں بھی چلتی ہے
بار بار اس کا نام آیا ہے

کہتے پھرتے ہیں لوگ دُنیا میں
رب کا عاشق غلام آیا ہے

اس نے دھویا دلوں کو لفظوں سے
اس سے یہ اہتمام آیا ہے

جو بھی آیا ہے اس کی محفل میں
پھر بہ صد احترام آیا ہے

ساتھ اس کے جو چل دیے لیکن
ان پہ مشکل مقام آیا ہے

چاہنے والے بڑھ گئے اس کے
اس کا لطف ایسا کام آیا ہے

پیار سے دیکھا ساری گلیوں کو
وہ جہاں صبح و شام آیا ہے

جس کو آئی صدائے صلِّ علیٰ
اور خدا کا سلام آیا ہے

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

جاں ترے کوچہ میں آ کر یہ فنا ہو جاتی
مجھ کو گر قوّتِ پرواز عطا ہو جاتی

بارہا سوچا یہ دیکھوں ترا روضہ میں بھی
دیکھتا آ کے جو حائل نہ حیا ہو جاتی

دیکھ لیتا جو عدو ، چہرہ ترا ، غور کے ساتھ
روشنی چہرے کی ، آنکھوں کی ضیا ہو جاتی

بیٹیوں ، بہنوں، کی عزّت ہوئی قائم تجھ سے
سر پہ ان کے تھی رِدا تیری دُعا ہو جاتی

بھیجتا ہے جو خدا ساتھ فرشتوں کے درود
تُو جہاں ہوتا معطّر تھی فضا ہو جاتی

ایسا کرتا تھا اثر ، زیست کا انداز ترا
دل سے دنیا کی محبّت تھی ، جدا ہو جاتی

ایک خواہش ہو جو پوری تو ہے انجام بخیر
میری ہر سانس میں بس تجھ سے وفا ہو جاتی

”خلافت ہے ایماں کا روشن نشاں“

” خلافت ہے ایماں کا روشن نشاں “
ہماری فدا اس پہ ہے مال و جاں

ہے اوّل ، نبوّت کی نعمت یہاں
خلافت سے ہو پھر منوّر جہاں
مصیبت جو سر پر پڑے نا گہاں
ہلا دے دلوں کو کڑا امتحاں
خلافت ہی اُس وقت ہو کر عیاں
وہ آغوش ، جو مومنوں کی اماں
بنا اس کے ہم چین پائیں کہاں
فدا کیوں نہ اس پر کریں مال و جاں

” خلافت ہے ایماں کا روشن نشاں “
خلافت پہ قربان ہے مال و جاں

خلافت نبوّت کی آئینہ دار
خدا کا یہ انعام ہے ذی وقار
خدا نے بنایا ہے یہ کاروبار
اسی کی عنایت ہوئی بار بار
کرے گا حفاظت بھی پروردگار
نہ جب تک بنا دے شجر سایہ دار
خلافت سی ہے اور نعمت کہاں
فدا کیوں نہ اس پر کریں مال و جاں

" خلافت ہے ایماں کا روشن نشاں "
خلافت پہ قربان ہے مال و جاں

خلافت بچاتی ہے آفات سے
ہے شرط اس کی ، مومن کے سر پر رہے

جو ہے مُتّقی وہ اطاعت کرے
اسی کی محبّت کا وہ دم بھرے
رہیں اس سے پیوستہ پتّے ہرے
جو اس سے پرے ، ہے خدا سے پرے
اسی سے ہیں وابستہ سب نیکیاں
فدا کیوں نہ اس پر کریں مال و جاں

" خلافت ہے ایماں کا روشن نشاں "
خلافت پہ قربان ہے مال و جاں

خدا نے جو قائم کیا ہے نظام
خلیفہ کا سب سے ہے بڑھ کر مقام
خدا نے بنایا اسے جب امام
وہی ڈھال ہے جس کے پیچھے تمام

پلاتا ہے جو معرفت کے وہ جام
ہیں قائل ہوئے اس کے سب خاص و عام
کہیں ایسی دیکھیں کہاں خوبیاں
تو اس پر فدا کیوں نہ ہوں مال و جاں

" خلافت ہے ایماں کا روشن نشاں "
خلافت پہ قربان ہے مال و جاں

❁❁❁

خلافت

ہر اک نُورِ خلافت سے جو وابستہ نظر آیا
اُسے تاریک راتوں میں بھی پھر رستہ نظر آیا

خلافت جب کہ منہاجِ نبوّت پر ہوئی قائم
ہر اک اُس کی اطاعت پر کمر بستہ نظر آیا

خدا جانے کِیا ہے سحر کیا اُس نے زمانے پر
جہاں دیکھا دلوں میں اک وہی بستا نظر آیا

اگرچہ اس کو ملنے جو بھی آئے ، غم کے مارے تھے
مگر مل کر گیا جو بھی وہی ، ہنستا نظر آیا

جدا ہو کر خلافت سے پھلا پھولا نہیں کوئی
جسے دیکھا ہے اس کا حال ہی خستہ نظر آیا

مقابل پر نہیں ٹھہرا کوئی دشمن ، خلافت کے
جسے دیکھا زمیں میں شرم سے دھنستا نظر آیا

خلافت سے محبّت ہے تو پھر یہ جان کیا شے ہے
یہ سودا اہلِ دل کو کس قدر سستا نظر آیا

بھلا پتّہ وہ کیسے شاخ سے گر جائے گا طارق
خزاں میں بھی شجر سے جو کہ پیوستہ نظر آیا

❀❀❀

بیاد حضرت خلیفہ المسیح الرّابع ایدّہ اللہ

قریب تھا ، جو گیا ہم سے دور اتنا تھا
ہمیں وہ پیارا بہت تھا ، ضرور اتنا تھا

ہر ایک شخص کو تھا واہمہ محبّت کا
وہ خوش مزاج تھا ، اس کا قصور اتنا تھا

ہے جس نے دیکھا وہ مدہوش ہو گیا ہر بار
نظر کے جام میں رکھا ، سرور اتنا تھا

وہ بولتا رہے ، سنتے رہیں تھا شوق اپنا
تُم اُس کو دیکھتے ، چہرے پہ نُور اتنا تھا

گیا میں سامنے اس کے تو رہ گیا خاموش
ہے ڈر سمجھ نہ لیا ہو ، غرور اتنا تھا

نہ قدر کر سکے اُس کی رہا قریب وہ جب
کہ ایک عمر تک کس کو شعور اتنا تھا

کئے معاف مرے سب قصور ہی طارق
وہ جانتا تھا مجھے ، جو غفور اتنا تھا

بیاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ

قریب دل کے رہا ، کب گیا وہ دُور اتنا
ہمارا راہبر پیارا ، ضرور ہے اتنا

ہر ایک شخص کو ہے واہمہ محبّت کا
وہ خوش مزاج ہے ، اس کا قصور ہے اتنا

ہے جس نے دیکھا وہ مدہوش ہو گیا ہر بار
نظر کے جام میں رکھا ، سرور ہے اتنا

وہ بولتا رہے ، سنتے رہیں ہے شوق اپنا
تُم اُس کو دیکھو تو ، چہرے پہ نُور ہے اتنا

گیا میں سامنے اس کے تو رہ گیا خاموش
سمجھ نہ لے کہیں مجھ میں ، غرور ہے اتنا

نہ قدر کر سکے اُس کی رہا قریب وہ جب
ہمیشہ پیار تھا اُس سے ، شعور ہے اتنا

معاف میرے کرے گا قصور سب طارق
وہ جانتا ہے مجھے ، جو غفور ہے اتنا

کب رہا شیطاں سے آدم کو مفر

کب رہا شیطاں سے آدم کو مفر
زندگی بھر ہر قدم تھا اُس کا ڈر

احتیاطاً بھی رکھی رفتار کم
یوں ہوا ہر موڑ پر اس کا گزر

دہر سے اتنی محبت ہو گئی
چھوڑنا چاہا نہیں پھر یہ نگر

جیسے رہنا ہے ہمیشہ اب یہاں
اس طرح اس نے گزارا ہے سفر

یاد رکھا ہی نہیں اپنا مقام
ہے وہ مسجودِ ملائک اک بشر

بھاگتا ہے خواہشوں کی دوڑ میں
کیوں یہاں بھیجا گیا یہ بھول کر

گرچہ اس کو ہے خدا ہی کی تلاش
ڈھونڈتا ہے جانے کیا کیا عمر بھر

اُس کو طارق اپنے اندر ڈھونڈ تُو
ہے تری شہ رگ سے جو نزدیک تر

❀❀❀

لجنہ اماء اللہ کی صد سالہ جوبلی پر۔۔۔

سو سال ہوئے جب سے کہ لجنہ کا جنم ہے
صد شکر کہ مولا کا ہوا ہم پہ کرم ہے
ہم شکر بجا لائیں رکھا اُس نے بھرم ہے
سجدے کریں خوشیوں میں یہی اپنا دھرم ہے
پورے ہوئے صد سال ، اُٹھایا جو عَلَم ہے
ہر گام پہ لجنہ کا بڑھا آگے قدم ہے

تاریخ کبھی دیکھو جو تم اس کی اٹھا کے
پھولے پھلے سائے میں خلافت کی رِدا کے
ہم پیچھے چلیں اُس کے ، اُسے ڈھال بنا کے
جُراَت ہے کسے دیکھے ہمیں آنکھ اُٹھا کے
ہر گام پہ بڑھتا ہوا آگے ہی قدم ہے
صد شکر کہ مولا کا ہوا ہم پہ کرم ہے

تنظیم یہ لجنہ کی ، خلافت کی عطا ہے
ہے اُس کی اطاعت میں ، ہمیں جو بھی ملا ہے
مقصد تو ہمیشہ سے رہا ، رب کی رضا ہے
دل میں جو خلیفہ سے ، محبّت ہے وفا ہے
ہر گام پہ بڑھتا ہوا آگے ہی قدم ہے
صد شکر کہ مولا کا ہوا ہم پہ کرم ہے

ہم بھی تو چلیں ، کندھے کو کندھے سے ملا کے
کی ہم نے ہے تاریخ رقم ، خون بہا کے
کب اشک بہائے ہیں عزیزوں کو لُٹا کے
ہونٹوں سے جو نکلے ہیں فقط حرف دُعا کے
اس راہ میں اُٹھتا ہوا آگے ہی قدم ہے
صد شکر کہ مولا کا ہوا ہم پہ کرم ہے

ہم جشن منائیں ، ہوئے صد سال مبارک
خوش ہو کے یہ گائیں ، ہوئے صد سال مبارک
سب کو یہ بتائیں ، ہوئے صد سال مبارک
نعرہ یہ لگائیں ، ہوئے صد سال مبارک
ہر گام پہ بڑھتا ہوا آگے جو قدم ہے
صد شکر کہ مولا کا ہوا ہم پہ کرم ہے

جانتا کب ہے کیا نہیں مانا

جانتا کب ہے کیا نہیں مانا
جس نے زندہ خدا نہیں مانا

آج بھی وہ کلام کرتا ہے
خود جو بہرہ ہوا نہیں مانا

مان کر ہم نے پا لیا سب کچھ
اُس نے ٹھکرا دیا نہیں مانا

تھا فرشتوں کو حکم سجدے کا
وہ جو ابلیس تھا ، نہیں مانا

ان بتوں کو تو ٹھیس لگنی تھی
جن کو ہم نے خدا نہیں مانا

جانے کس کس نے امتحان لیا
پر کسی کا بُرا نہیں مانا

راستہ اس کو کیسے دکھلائیں
جل رہا ہے دیا ، نہیں مانا

عید کے روز رکھ لیا روزہ
چاند نکلا بھی تھا ، نہیں مانا

پیٹھ پیچھے کہا کہ سچا ہے
جب ہوا سامنا نہیں مانا

جس کو لالچ نہیں تھا کرسی کا
فرش پر آ گیا ، نہیں مانا

سچ کہو کیا نہیں ہوا ایسا
جس کا تھا ، آسرا نہیں مانا

طارق اس کو بھی دی دعا ہم نے
جس کو جو بھی کہا ، نہیں مانا

❀❀❀

یہ فضا اجنبی سی لگتی ہے

شہر میں تازگی سی لگتی ہے
یہ فضا اجنبی سی لگتی ہے

اتنے مانوس ہو گئے ہیں ہم
آشنا خامُشی سی لگتی ہے

بات ماضی کی کیوں کریں سارے
حال میں کیا کمی سی لگتی ہے

کل کو ہو گی جو روشنی ہو گی
آج کیوں تیرگی سی لگتی ہے

اب محبّت بھی تو کرے کوئی
زندگی دل لگی سی لگتی ہے

پیرہن غم کا اوڑھ کر آئی
ہر خوشی ہی ڈری سی لگتی ہے

کوئی پوچھے تو اس کو بتلائیں
موت کیوں زندگی سی لگتی ہے

سوز میں ڈوبتی ہوئی آواز
دل کی افسردگی سی لگتی ہے

طارق امّید کی کرن تم ہو
آس تم سے بندھی سی لگتی ہے

❁❁❁

شہروں کو وحشیوں سے بچائیں گے پھر کہاں

جنگل نہ ہو گا ، شور مچائیں گے پھر کہاں
شہروں کو وحشیوں سے بچائیں گے پھر کہاں

چاروں طرف فصیل کھڑی کر بھی لیں اگر
خود کو درونِ شہر چھپائیں گے پھر کہاں

کھڑکی ہوا کے رُخ پہ جو ہے بند گر ہوئی
جھونکے ہوائے تازہ کے کھائیں گے پھر کہاں

لے جائے بادبان اُڑا کر اگر ہوا
ساحل پہ اپنی کشتی لگائیں گے پھر کہاں

سب اپنے پاپ دھونے چلے آئے ہیں مگر
میلی ہوئی جو گنگا ، نہائیں گے پھر کہاں

میں نے اسے کہا تھا کہ دو چار دن ہیں اور
اس نے کہا کہ آ گئے ، جائیں گے پھر کہاں

" عادت جو پڑ گئی تھی ہمیں انتظار کی "
چاہیں بھی لوگ ہم سے چُھڑائیں گے پھر کہاں

طارق فرازِ کوہ سے گرتے وہ آبشار
ہوں گے جو خشک ، نغمے سُنائیں گے پھر کہاں

ضبط کیوں گرمئ جذبات نہیں ہوتی اب

بس میں یہ گردشِ حالات نہیں ہوتی اب
ضبط کیوں گرمئ جذبات نہیں ہوتی اب

روشنی میں تو مجھے چلتے چلے جانا ہے
بیٹھ کر دن میں یونہی رات نہیں ہوتی اب

ہو گا احساں جو چلے آیا کرو خوابوں میں
تم سے ہر روز ملاقات نہیں ہوتی اب

گو بظاہر تو سمندر کی سی طغیانی ہے
دل کے اندر ہے جو وہ بات نہیں ہوتی اب

میں اُڑا جا تا ہوں طوفان میں بادل کی طرح
آگ پر پانی کی برسات نہیں ہوتی اب

زندگی شمع کی مانند پگھلتی دیکھی
جو بچی ہے ،وہ تو سوغات نہیں ہوتی اب

نام بھی اس کا اگر لوں ، تو بہت شور پڑے
خامُشی سُن کے یہ حالات نہیں ہوتی اب

ہار مانی تھی کبھی دل سے یہ اقرار تو ہے
روح کو اپنی کبھی مات ،نہیں ہوتی اب

چھوڑ کر اس کو پتہ اور کہیں کیوں ڈھونڈوں
وہ کسی طور جُدا ذات، نہیں ہوتی اب

یاد کر لیتا ہوں ہر روز اسے ، مانتا ہوں
مجھ سے پابندیٔ اوقات نہیں ہوتی اب

کیا ہے مرضی تری خود تُجھ سے کہے وہ طارق
اور کیوں تجھ سے مناجات نہیں ہوتی اب

وہ گر مسلماں ہیں، دُور اتنے ہیں کیوں خدا سے، یہ اُن سے پوچھو

وہ گر مسلماں ہیں ، دُور اتنے ہیں کیوں خدا سے، یہ اُن سے پوچھو
وہ پا کے پانی کا صاف چشمہ بھی کیوں ہیں ، پیاسے یہ اُن سے پوچھو

جو دعویٰ کرتے ہیں اپنے پُرکھوں سے ہم نے ایماں ، یقین پایا
تو جھوٹ ، دھوکہ ہیں پائے ورثے میں کیوں اثاثے ، یہ اُن سے پوچھو

ہے ساقی آیا تو میکدے کے تمام در اس نے کھول ڈالے
کسی کے آنے کے جھوٹے دل کو یہ دیں دلاسے یہ اُن سے پوچھو !

وہ آ کے تقسیم کر رہا ہے ہر اک طرف مائدہ کی نعمت
اگر وہ بھوکے ہیں ، کیوں نہیں ڈر انہیں فنا سے یہ ان سے پوچھو

غرور ان کو ہے اپنی طاقت پہ ہے وطن پر ہمارا قبضہ
ہوئے جو ننگے جہاں میں ، مرتے نہیں حیا سے ، یہ ان سے پوچھو

ہیں کون سا کام جس پہ منسوب خود کو کرتے ہو اُس نبی (صلعم)سے
لبادہ اوڑھا ہے کیوں مسلماں کا یوں دغا سے، یہ ان سے پوچھو

ہے عمر گزری انہیں بتاتے کہ دَور بدلا ہے تم بھی بدلو
ملی ہے ذلّت ہمیشہ جھوٹوں سے جو وفا سے ، یہ ان سے پوچھو

طریق ، طارق بدل رہے ہیں جہان والے ہر ایک لمحے
ہیں کس نے پائے نئے براہیں زمیں سما سے ، یہ ان سے پوچھو

❁❁❁

آؤ سب مل کے نئے سال میں اک کام کریں

آؤ سب مل کے نئے سال میں اک کام کریں
اپنے ہر کام میں شیطان کو نا کام کریں

شرک کو چھوڑ کے توحید کا دامن پکڑیں
جھوٹ ردّ کر کے صداقت کو ذرا عام کریں

بدنظر ترک کریں ، غضِّ بصر اپنائیں
خود پہ وہ مال جو اپنا نہیں ، حرام کریں

ظلم کو ظلم سمجھ کر ہوں کھڑے اس کے خلاف
اور خیانت کو بُرا کہنے کی رِیت عام کریں

کوئی دل میں نہ بغاوت ہو ، نہ ہو کوئی فساد
دل سے تسلیم سبھی مولا کے احکام کریں

ہو مسلمان تو یہ شرط ہے شامل اس میں
جوش میں آئے اگر نفس اسے رام کریں

ہم کو تسلیم ہوں احکامِ شریعت سارے
پانچ وقت اپنی نمازوں کا التزام کریں

ہو یہ کوشش کہ تہجّد بھی ادا ہو جائے
اور قرآں کی تلاوت کا اہتمام کریں

دیں کو دنیا پہ مقدّم ہمیں رکھنا ہو عزیز
فیصلہ جب بھی کریں ، اس کا احترام کریں

وقت بیٹے جو بھلائی میں وہ انسان کی ہو
کر کے دکھ دُور ، سبھی نیکیاں مدام کریں

اپنے رہبر سے محبّت ہو سبھی سے بڑھ کر
دور ہوں دل کے مرض ، اُس کا جو اکرام کریں

کیوں نظر آتے نہیں حالاتِ شب

کیوں نظر آتے نہیں حالاتِ شب
جب کہ سب موجود ہیں ، حاجاتِ شب

دن کو کُھل کر وہ ہوا تھا سامنے
جب گیا سورج ہوئے ، لمحاتِ شب

نور دکھلاتا رہے گا راستہ
روک پائیں گی کہاں ظلماتِ شب

چاند تارے ساتھ اس کے ہو لئے
آ گئی ہے اس طرح ، باراتِ شب

جانے کس جانب ہمیں لے جائیں یہ
جوش میں آتے ہیں جب جذباتِ شب

ڈھونڈنے نکلے تھے جو لذّات کو
ان کے پلّے پڑ گئیں آفاتِ شب

ہل گئے ہیں پائے اس کے جب کبھی
عرش تک پہنچے ہیں یہ سجداتِ شب

ڈھونڈتے ہیں اس کو طارق رات بھر
کیوں بھلا ضائع کریں ، اوقاتِ شب

دردِ دل دیکھ، مری آہ زبانی نہ سمجھ

دردِ دل دیکھ ، مری آہ زبانی نہ سمجھ
نقشِ دیوار ہے انجام ، کہانی نہ سمجھ

ہر طرف موت کے آثار نظر آتے ہیں
تُو یہ بیماری فقط ڈھلتی جوانی نہ سمجھ

کھوکھلا کر دیا بنیادوں کو تیری جس نے
ضد ، تعصّب کو ترقی کی نشانی نہ سمجھ

ہر قدم جھوٹ ، تجھے آگ میں لے جاتا ہے
تُو اسے خلد کے چشمے کی روانی نہ سمجھ

خون کے آنسو رُلا دیتی ہے حالت تیری
میرے الفاظ کو تُو حُسنِ بیانی نہ سمجھ

اے وطن ! تُجھ سے حقیقت تو نہیں پوشیدہ
میری ہجرت کو فقط نقل مکانی نہ سمجھ

اشک بن بن کے وہ آنکھوں میں اتر جائے گا

اشک بن بن کے وہ آنکھوں میں اتر جائے گا
دردِ دل اور بڑھے گا تو کدھر جائے گا

ضبطِ غم دیکھ کے دکھ اور بڑھا دے میرے
حوصلہ پا کے مقدّر تو سنور جائے گا

آب آئینے کی بڑھتی ہے شفافیّت سے
دل کو دھویا تو یہ کچھ اور نکھر جائے گا

تجھ کو معلوم ہے یہ عام مسافر تو نہیں
راہ میں کانٹوں کے ہونے سے نہ ڈر جائے گا

جانے کب اُس کی صدا آئے کہ واپس آؤ
سر کے بل پھر تو ہر اک بندہ بشر جائے گا

طارق اظہار کی نوبت نہیں آئی گر تو
جس کا جاگا نہ ضمیر اب بھی وہ مر جائے گا

جو رعبِ حسن سے اب تک ڈرے ہوئے ہی نہیں

جو رعبِ حسن سے اب تک مرے ہوئے ہی نہیں
وہ اُس کے عشق میں اب تک کھرے ہوئے ہی نہیں

خزاں کے آنے سے یوں ان کو ڈر نہیں لگتا
کہ فصلِ گل میں بھی پتّے ہرے ہوئے ہی نہیں

وہ کیسے دوش دے ان آندھیوں کو چلنے کا
کہ اس کے پیڑ پھلوں سے بھرے ہوئے ہی نہیں

یقیں دلاؤں انہیں کیا کہ یاد رکھتا ہوں
کبھی جو میری نظر سے پرے ہوئے ہی نہیں

وہ بے وفا تھے تو الزام ہم کو کیوں اب دیں
وہ ایسے کھوٹے تھے شاید کھرے ہوئے ہی نہیں

تم ان سے ڈھونڈتے ہو کاہے لَبَنِ خاص ، عبث
ہماری کھیتیوں میں جو چرے ہوئے ہی نہیں

سُنیں گے وہ کہاں طارق تُو پڑھ صحیفے لاکھ
جو کان باتوں پہ تیری دھرے ہوئے ہی نہیں

غمِ دوراں کے سبب کب، غمِ جاناں سے گئے

غمِ دوراں کے سبب کب ، غمِ جاناں سے گئے
کب غریبی میں شہنشاہی کے ساماں سے گئے؟

دل کی رونق کا سبب سارے مرے اپنے تھے
اُن سے کیا شکوہ وہ گھر چھوڑ کے ویراں سے گئے

اب کوئی آئے نہ آئے کسے پروا ہو گی
منتظر جس کے ہوا کرتے تھے ، مہماں سے گئے

ہائے افسوس ! سنا تم نے رقیبوں نے کہا
وہ جو گھر آئے ہمارے ذرا نالاں سے گئے

پوچھ مت قیمتِ ہجرت جو چُکائی ہم نے
جب وطن لوٹے کئی ایسے تھے جو ماں سے گئے

تھام کے بیٹھے رہے آس کی ڈوری ہم بھی
یہ تبھی چھوٹے گی طارق جو کبھی جاں سے گئے

اِن آنکھوں میں تُو تھا تو حسیں خواب بہت تھے

اِن آنکھوں میں تُو تھا تو حسیں خواب بہت تھے
گلشن مرے دل کے کبھی شاداب بہت تھے

غیروں کے ستم ہوتے تو ہو جاتا گزارہ
اپنوں ہی سے بربادی کے اسباب بہت تھے

دو چار بھنور آئے نظر مجھ کو ڈبونے
پوشیدہ تھے نظروں سے جو گرداب بہت تھے

گو سطحِ سمندر پہ نظر آئے نہ طوفاں
سینے میں چھپے گر چہ تہہِ آب بہت تھے

ہونٹوں کو جو دیکھا ہے تو پیاسے نظر آئے
آنکھوں میں وہیں پر کہیں سیلاب بہت تھے

اظہارِ محبّت کا سلیقہ نہیں آیا
تہذیب نے سکھلائے جو آداب بہت تھے

طارق نے تراشا ہے صنم اپنا وگرنہ
بت خانے کے بت سارے ہی نایاب بہت تھے

بھاتے ہیں دل کو کب کہیں بھی گُل کھِلے ہوئے

بھاتے ہیں دل کو کب کہیں بھی گُل کھِلے ہوئے
جب اتنے دن گزر گئے تم سے مِلے ہوئے

شَبنم نے گو لگائے ہیں مرہم تمام شَب
ناخُن سے گُل کے، زخم ہیں میرے چِھلے ہوئے

آؤ گے تُم تو گُونج اُٹھے گی صدائے گُل
خوشبُو کے ہونٹ پھر رہیں گے کب سِلے ہوئے

یوں نقش دل پہ ہو گئے تیری جُدائی کے
مَنظر وہ آنکھ سے مری ، ہیں کب ہلے ہوئے

طاؔرِق جو زندگی سے ہوئی تھیں شکائتیں !
وہ دُور آج مل کے گَلے ، سب گِلے ہوئے !

جب کبھی یاد تری آئے، غزل ہوتی ہے

جب کبھی یاد تری آئے ، غزل ہوتی ہے
دل پکارے جو کبھی ہائے ، غزل ہوتی ہے

یہ بھی ہوتا ہے ، تصوّر میں ترا آنچل جب
سامنے آنکھوں کے لہرائے ، غزل ہوتی ہے

نیند آتی نہیں یادوں کے سبب، آئے تو
خواب میں کوئی جو مُسکائے غزل ہوتی ہے

یاد آتے ہیں ترے قرب میں گزرے لمحے
دلِ بیتاب جو تڑپائے غزل ہوتی ہے

طارق آزادیٔ دل سے یہ غلامی اچھی
تُو کبھی مجھ سے جو فرمائے غزل ہوتی ہے

چاہیں خدا کا پیار اگر پائیں دوستو

چاہیں خدا کا پیار اگر پائیں دوستو
اُس کی نظر میں سرخرُو ہو جائیں دوستو

خواہش ہے گر کہ ہم سے محبت کرے خدا
ہم خدمتِ انسان میں لگ جائیں دوستو

بن مانگے پوری کر دے ہماری وہ حاجتیں
جو اس نے ہیں کہے وہ رنگ اپنائیں دوستو

چوکھٹ پہ اس کی گر کے کریں آہ و زاریاں
مشکل میں اس کے در پہ ہی جُھک جائیں دوستو

مانگیں اسی سے اس کا ، پیار کر کے کوششیں
ہر آن اس سے ہی وفا نبھائیں دوستو

بیمار ہیں جو ان کی عیادت کو جائیں ہم
جو ہو سکے تو ان کے کام آئیں دوستو

بیواؤں ، بیکسوں کا یتیموں کا ہو خیال
کچھ ان کی بھی تو ہوں گی تمنّائیں دوستو

نیکی کا بدلہ نیکی ، تو معمول کی ہے بات
احسان کر کے اُس کو نہ جتلائیں دوستو

جیسے ہیں اقربا سبھی ، ایسا کریں سلوک
محسن بنیں، رضا خدا کی پائیں دوستو

طارق خدا کا دین سکھاتا تو ہے یہی
ہم اس جہاں میں نیکیاں پھیلائیں دوستو

ابتدا ہی میں ملی مجھ کو سزا، یاد آیا

ابتدا ہی میں ملی مجھ کو سزا ، یاد آیا
مجھ کو جنّت سے نکالا جو گیا، یاد آیا

گیلی مٹی سے اُٹھایا گیا آدم کا خمیر
اور شیطان جو آتش سے بنا ، یاد آیا

کشتیٔ نوح میں آبیٹھے بچائے ، جو گئے
کب تھا سیلاب میں فرزند بچا ، یاد آیا

جس پہ فرعون بھی چڑھ دوڑا تھا لشکر لے کر
اژدہا بن گیا جس کا تھا عصا ، یاد آیا

جو بھی آیا ہے یہاں جانا ہے اک دن اس کو
جو گیا ، جاتے ہوئے اُس نے کہا ، یاد آیا

آگ میں ڈالا گیا جس کو جلا تھا کب وہ
اُس کا تو بال بھی بیکا نہ ہوا ، یاد آیا

تشنہ لب چھوڑ کے صحرا میں گیا تھا کوئی
پھر وہاں چشمۂ زمزم تھا بہا ، یاد آیا

عمر ساری جو گزاری ، اسے سوچا ہی نہیں
آخری وقت وہ یاد آیا تو کیا یاد آیا

کیوں بھلا مانگ نہ لیں اُس کو اسی سے طارق
خواہشیں ختم ہوئیں اب ، تو خدا یاد آیا

غزل اک خوبصورت سی میں تیرے حسن پر لکھوں

غزل اک خوبصورت سی میں تیرے حسن پر لکھوں
تجھے بادِ صبا میری ہوئی جو ہمسفر لکھوں

ترے ہونٹوں کو جو تشبیہ دوں کھلتے گلابوں سے
کریں جو رقص بھنورے ، مے سا شبنم کا اثر لکھوں

حسیں چہرہ ترا دکھلائیں مجھ کو یہ مہ و انجم
ہوئے روشن ترے ہی نُور سے شمس و قمر لکھوں

جُدائی میں بہاریں بھی خزاں کا رنگ دکھلائیں
کہ لذّت وصل کی پا کر شجر ہیں با ثمر لکھوں

پھلا پھولا ، ہوا جو عشق میں تیرے ہے دیوانہ
تجھے چھوڑا ہے جس نے ہو گیا وہ در بدر لکھوں

ادا کیسے تری تعریف کا حق کر سکے طارق
نہ مجھ سے ہو سکے ممکن ، نہ میں ہو کر بشر لکھوں

جہاں برتا تغافل تُم نے احکامِ شریعت سے

جہاں برتا تغافل تُم نے احکامِ شریعت سے
مکافاتِ عمل دیکھو گے ، روکے گی بریّت سے

مقدّم ہیں اوامر اور نہی قرآن کے تم پر
ہزاروں ووٹ لے کر جیت بھی لو گر جمعیّت سے

عمل ہے نیک کس کا کس قدر پہچانتا ہے وہ
ہمیشہ جو کسی کی با خبر ہوتا ہے نیّت سے

محبّت کا الگ ہوتا ہے پیمانہ ہر اک دل میں
کہ ناپا جا نہیں سکتا جسے اس کی کمیّت سے

تقاضے عدل کے پورے نہ کر پائے حکومت جو
دعائیں اپنے حق میں پھر نہیں پاتی رعیّت سے

نہ تبدیلی اگر کر پائیں طارق ہم سیاست میں
ضروری ہے کہ پھر راضی رہیں اس کی مشیّت سے

بخش دے میرے گنہ ، ہوں ترا بندہ آخر

بخش دے میرے گنہ ، ہوں ترا بندہ آخر
تُو ہی خوش ہو گا مجھے دیکھ کے خندہ آخر

اُس کے جادو سے نکل پائے نہیں ، مانتے ہیں
ہے تری ڈھیل سے ، شیطان کا دھندہ آخر

کون اعمال کے اسباب پرکھنا چاہے
جس نے دیکھا ہے کہا مجھ سے ہی مندا آخر

وہ سیاست میں کھڑے ہوں یا کسی منبر پر
لینے آتے ہیں سبھی مجھ سے ہی چندہ آخر

تُو نہ گر صاف کرے دل تو کہاں پاک ہو یہ
کیسے جاؤں گا ترے سامنے گندا آخر

جائدادوں کے بھلا کیا میں کروں گا کاغذ
کہہ گیا جاتے ہوئے دے کے پلندہ آخر

طارق اس پر جو عمل ہی نہ کِیا ، کیا پایا
سر جھکا دے جو پڑا رہ گیا پھندہ آخر

جہاں چل رہی ہیں مخالف ہوائیں

جہاں چل رہی ہیں مخالف ہوائیں
ہوئیں زہر آلود اتنی فضائیں

اگر سانس لینے سے بھی خوف کھائیں
تو کیسے محبّت کی پینگیں بڑھائیں

ہیں بیکار جنگل میں دیں جو صدائیں
ہوئے ہیں جو وحشی کہاں لوٹ آئیں

ترے نیک بندے کہاں اور جائیں
ترے روبرو کر رہے ہیں دعائیں

خدایا یہ سب دُور کر دے بلائیں
وطن کو مرے چیل کوّے نہ کھائیں

انہیں ، رحم کر ، سیدھا رستہ دکھا دے
نہ ہو ، آگ نفرت کی ، ان کو جلا دے

عجیب ہے کہ اسی کا ہے انتظار انہیں

عجیب ہے کہ اسی کا ہے انتظار انہیں
کہ جس کے آنے کا ، امکان ہی نہیں کوئی

تلاشتا رہا گلیوں میں اور دریچوں میں
وہ ایسے چہرے ہیں ، پہچان ہی نہیں کوئی

وہ لے گئے ہیں اُٹھا کر وطن سے سچے لوگ
یہ کہہ کے اِن کا تو ، تاوان ہی نہیں کوئی

وہ پوچھتے ہیں مسائل کے بارے میں مجھ سے
جب ان کا حل رہا ، آسان ہی نہیں کوئی

گھروں میں گھُس گئے قانون کے ہیں رکھوالے
جب ان کے ہاتھ میں چالان ہی نہیں کوئی

بڑے گھروں کے کھُلے یوں تو اب ہیں دروازے
بہت ہیں میزباں، مہمان ہی نہیں کوئی

بلند و بالا کھڑی ہیں عمارتیں ہر سُو
گلہِ ہے اب انہیں ، دالان ہی نہیں کوئی

کسے بچائیں خرد مند کر کے تدبیریں
کہ سارے شہر میں نادان ہی نہیں کوئی

خبر ملی ہے یہ طارق کہ ہو گئے بد نام
وہ جن کے بارے میں انجان ہی نہیں کوئی

نہ ملا کوئی سہارا اُسے، وہ لوٹ گیا

نہ ملا کوئی سہارا اُسے ، وہ لوٹ گیا
جب نظر آیا نہ چارا اُسے، وہ لوٹ گیا

گھر سے ملنے کا تجھے ، لے کے ارادہ نکلا
راہ میں کس نے پکارا اُسے ، وہ لوٹ گیا

حادثہ رستے میں پیش آ نہ گیا ہو کوئی
ہو نہ تقدیر نے مارا اُسے ، وہ لوٹ گیا

حالِ دل اُس نے زمانے سے چُھپا رکھا تھا
کس نے بتلا دیا سارا اُسے ، وہ لوٹ گیا

وہ سمجھتا تھا کہ وابستہ ہے قسمت جس سے
جب نظر آ گیا تارا اُسے ، وہ لوٹ گیا

کھیل جیون کا وہ جیتا تھا بڑی مشکل سے
جب کسی اور نے ہارا اُسے ، وہ لوٹ گیا

انتظار اُس نے کیا اُس کو کہیں گے اپنا
کوئی تو کہتا ہمارا اُسے ، وہ لوٹ گیا

تیسرا کو ن یہ آ بیٹھا ہے ہم دونوں میں
نہ ہوا یہ بھی گوارا اسے , وہ لوَ ٹ گیا

پوچھنے آئیں گے طارق جو انہیں کہہ دینا
غم تھا سینے میں تمہارا اُسے ، وہ لوٹ گیا

اوائل عمر سے کہتے رہے سب ہم کو سنجیدہ

اوائل عمر سے کہتے رہے سب ہم کو سنجیدہ
چُنے جو راستے ہم نے کٹھن تھے اور پیچیدہ

ضروری تو نہیں ہر چیز آنکھیں پھاڑ کر دیکھیں
بہت کچھ دیکھتے ہیں آنکھ جو رکھتے ہیں خوابیدہ

خرَد والے ہمیشہ باندھ کر رکھتے ہیں پلّو میں
سُنیں جو بھی نصیحت از بزرگانِ جہاں دیدہ

وہ جن کو ہو توکّل ، صبر کی عادت وہ رکھتے ہیں
انہیں جب رنج بھی پہنچے نہیں ہوتے وہ رنجیدہ

زمانہ ہارنے کا دل ، ہمیں الزام دیتا ہے
صنم دیکھا خدا کے ہاتھ کا ہم نے تراشیدہ

اچانک سامنا اُس کا ہوا تو یہ خطا ٹھہری
کہ اُٹھی اس کی جانب تھی ہماری چشمِ دُزدیدہ

بہت سی حکمتیں کرتا ہے ظاہر اپنے بندوں پر
مگر جانے ہے کون اس کے سبھی اسرار پوشیدہ

ہیں ان کے بال بکھرے پر کہیں یہ جو قسم کھا کر
وہ پورا ہو اگرچہ ان کا ہے ملبوس بوسیدہ

اگرچہ حسن میں بھی کم نہیں کوئی مرا محسن
کِیا اخلاق نے اُس کے مگر سب کو ہے گِرویدہ

محبّت میں سکینت کا عجب سامان ہوتا ہے
جنوں ہو عشق میں جس کو وہی کہلائے فہمیدہ

سُناؤ اک غزل اچھی سی ، طارق گر کہے کوئی
یہی اُس کو سُنا دو کہہ کے ہے میری پسندیدہ

❀❀❀

جب رُخصت سارے خواب ہوئے، عِدّت میں بیٹھی ہیں آنکھیں

جب رُخصت سارے خواب ہوئے ، عِدّت میں بیٹھی ہیں آنکھیں
تم ہم کو ہجر کا دوش نہ دو ، منّت میں بیٹھی ہیں آنکھیں

تم چلے گئے تو چپکے سے خفّت میں بیٹھی ہیں آنکھیں
ہم ٹھنڈی چھاؤں کھو بیٹھے ، حِدّت میں بیٹھی ہیں آنکھیں

کیا ہجر کے مارے پیاسوں کو پانی کی طلب ہے مت پوچھو
دیکھو تو خشک یہ ، صدمے کی شدّت میں بیٹھی ہیں آنکھیں

کوئی آکر درد بٹا لیتا ، سینے سے بوجھ ہٹا دیتا
دل ہجر کے غم سے چُور ہوا ، رِقّت میں بیٹھی ہیں آنکھیں

کیا دن تھے جب ہم آپس میں مل جل کر بیٹھا کرتے تھے
جب دُور ہوئے تو یادوں کی عزّت میں بیٹھی ہیں آنکھیں

وہ دن جب کالی راتوں میں ہم جُگنو دیکھا کرتے تھے
اب روشن روشن دن میں بھی ،دِقّت میں بیٹھی ہیں آنکھیں

محبوب سے جلدی ملنے کی امّید تو باقی ہے ان کو
سو خوب سنور کر محفل کی جِدّت میں بیٹھی ہیں آنکھیں

ہم اک دوجے سے ملتے جب ، اشعار سنایا کرتے تھے
طارق جو ملے پھر شعر سُنیں، نیّت میں بیٹھی ہیں آنکھیں

جوانی کو نہ سنبھالیں تو شامت آ ہی جاتی ہے

جوانی کو نہ سنبھالیں تو شامت آ ہی جاتی ہے
نظر کوئی بڑھاپے کی علامت آ ہی جاتی ہے

اگرچہ کم ہی کوئی تند خُو بدلے مزاج اپنا
بڑھاپے میں رویّے میں متانت آ ہی جاتی ہے

کمال اُس کا ہے کیا پالا پڑا جو بیوقوفوں سے
خرَد مندوں میں رہ کر کچھ ذہانت آ ہی جاتی ہے

مجاہد جس کو کرسی پیش ہو جائے حکومت کی
اسے پھر چند سالوں میں سیاست آ ہی جاتی ہے

اگر ملاّ نے مذہب کو گھسیٹا ہو سیاست میں
پڑھے لکھوں کو بھی پھر تو جہالت آ ہی جاتی ہے

کہو وہ کیا کرے جس کو ہو عزّت جان سے پیاری
کسی جاہل کے ہاتھوں پھر شہادت آہی جاتی ہے

نہیں کرتا حفاظت گر کسی بھی قوم کا رہبر
تو روزانہ کسی گھر میں قیامت آ ہی جاتی ہے

خدا کا شکر ہے طارق ہیں اس کی ہم حفاظت میں
ہمیں اس کی طرف سے تو اعانت آ ہی جاتی ہے

❀❀❀

عشق سر پر سوار ہو گیا ہے

عشق سر پر سوار ہو گیا ہے
اب کٹھن انتظار ہو گیا ہے

اُس نے ڈالی تھی سرسری سی نگاہ
تیر اس دل کے پار ہو گیا ہے

نیم جاں ہیں جو حالتِ بسمل
دل یہ بے اختیار ہو گیا ہے

آج ہم کو خبر ملے اے کاش
ان کو بھی ہم سے پیار ہو گیا ہے

دوستی ، عشق اور محبّت ، پیار
اب تو سب کاروبار ہو گیا ہے

کس سے شکوہ گلہ کرے کوئی
ظلم جب حد سے پار ہو گیا ہے

ہم بھروسہ تھے جس پہ کر بیٹھے
اس کا خود حالِ زار ہو گیا ہے

کیوں کسی اور در پہ دستک دیں
جب خدا آشکار ہو گیا ہے

یہ مت سمجھنا کہ پڑھنے کلام آتے ہیں

یہ مت سمجھنا کہ پڑھنے کلام آتے ہیں
کہ ہم فقط تمہیں کرنے سلام آتے ہیں

سنا تو دیتے تمہیں اپنی داستانِ حیات
بہت سے پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں

جنوں میں گزری جوانی ، ہے اب پشیمانی
ادھیڑ عمر میں کس کے پیام آتے ہیں

سلیقہ جن کو رہا ہے ہمیشہ ، پینے کا
اسی طرف لئے ساقی بھی جام آتے ہیں

جو اُن کا ذکر چلے روز و شب محبّت سے
تو ایسے گھر میں فرشتے مدام آتے ہیں

جہاں بھی جائیں گزارے ہیں جو محبّت میں
وہ دن تو یاد ہمیں صبح و شام آتے ہیں

چلے ہیں ، دور ہے منزل ، کٹھن سفر درپیش
کہ راہِ وصل میں مشکل مقام ، آتے ہیں

ملے جو قافلے میں خوش نصیب ہیں طارق
جہاں میں کر کے ذرا سا قیام ، آتے ہیں

زندگی کر کے جہاں سولہ سنگھار آئی ہے

زندگی کر کے جہاں سولہ سنگھار آئی ہے
موت سے ، یوں ہے لگے ، کر کے اُدھار آئی ہے

وہ جو آتا ہے نظر کھوئے ہوئے ہوش و حواس
جانتا ہے کہ خرد ، عشق پہ وار آئی ہے

وہ انا میری جسے دفن کیا ہے میں نے
وار کے جان ، نظر میری اتار آئی ہے

وہ جو تعلیم محبّت کی ملی ہے مجھ کو
جنگ ہاری نہیں نفرت سے ، تو پار آئی ہے

بولنا سچ تھا اسی جرم کی پاداش میں سُن
موت آئی ہے تو بر تختۂ دار آئی ہے

مت سمجھنا کہ مری زندگی برباد ہوئی
سوچنا کس پہ یہ جاں ہو کے نثار آئی ہے

روح کو لیں گے فرشتے تو مری ہاتھوں ہاتھ
کر کے پورا یہ اگر قول و قرار آئی ہے

اب وہ پہلے سے مراسم نہ سہی یہ تو بتا
زندگی تُو مجھے کس موڑ پہ ہار آئی ہے

اُٹھ گئے ہیں تری محفل سے تو یہ علم ہوا
اب کسی بزم نہ رونق کی ہی دارائی ہے

جان پر کھیلنا سچ کہنا اگر ہے طارق
دیکھتے ہیں کسے کچھ کہنے کی یارائی ہے

مشتاق ہم ہیں دید کے اور وہ حجاب میں

مشتاق ہم ہیں دید کے اور وہ حجاب میں
شاید اسی لیے رہے ہیں اضطراب میں

طالب ہیں وصل کے مگر اندیشہ ہے ہنوز
کوئی کمی کہیں نہ رہی ہو حساب میں

کس کو یہ حوصلہ ہے اسے دیکھے اک نظر
دکھتی نہیں ہے آگ جس کو آفتاب میں

آنکھوں میں بس رہا ہے وہ تو نور کی طرح
آتا ہے جاگتے میں کبھی جیسے خواب میں

اُس کی نگاہِ لطف نے جس کو نشہ دیا
کیا لطف آئے گا بھلا اس کو شراب میں

طارق وصالِ یار کے لمحوں کا انتظار
جیسے پیامِ عید چھپا ماہتاب میں

❀❀❀

دیکھ کر حیراں پریشاں ہو گئے

دیکھ کر حیراں پریشاں ہو گئے
کیسے کیسے اب مسلماں ہو گئے

آئیں گے اُس قوم پر کیا کیا عذاب
جس کے مُلّا مثلِ شیطاں ہو گئے

سر کو پیٹیں مل کے یا ماتم کریں
عقل پر ہم ان کی حیراں ہو گئے

جاہلِ مطلق رہے پڑھ لکھ کے بھی
آدمی دِکھتے ہیں ، حیواں ہو گئے

کیا بنا دیں گے عوامُ النّاس کو
اب حوالے جن کے ایماں ہو گئے

ہے عقیدہ اور گر ان کے بقول
قابلِ نفرت ہیں انساں ہو گئے

کربلا ہے اب بھی کٹتے ہیں حسین
جانے کتنے ، حق پہ قرباں ہو گئے

سب نہیں طارقؔ ، مگر ہیں وہ بھی جو
اپنی حالت پر پشیماں ہو گئے

سُنائی دے صدا یہ لا مکاں میں

سُنائی دے صدا یہ لا مکاں میں
کہ ہو گا سرخرو ، کون امتحاں میں

نہیں آساں وصالِ یار کی رہ
بہت کم ہیں نگاہیں آسماں میں

مگن رکھتا ہے کاروبارِ دنیا
سبھی اُلجھے ہیں یاں سود و زیاں میں

نظر آئے ہیں جو مردانِ عرفاں
نہاں رہتے ہیں وہ یارِ نہاں میں

وہی جانے پڑی ہو جس کے سر پر
ہے کتنا بوجھ ، کس بارِ گراں میں

اگر کی گفتگو ، دیکھا نہیں تو
یقیں ان کو ہو ، باقی ہوں گماں میں

خِرَد مندوں نے ہی تو یہ کہا ہے
بھلا رکھا ہے کیا عشقِ بتاں میں

وہی طارق ہوئے صادق ہیں عاشق
کہ تھے اہلِ جنوں جو ہر زماں میں

❀❀❀

ایک بہن کے خلافت کے لئے بیان کردہ جذبات

قافلے ساتھ کر کے بہانے چلے
اس کی مسکان پر جاں لٹانے چلے

ہے خلیفہ ہمارا بتانے چلے
اس کا پُر نور چہرہ دکھانے چلے

اس کی بس اک جھلک دیکھنے کو فقط
ایک ہم ہی نہیں ہیں زمانے چلے

منتخب جو ہوا رہبری کے لئے
نیکیاں اس کے پیچھے کمانے چلے

ساری خوشیاں ہماری ہیں اس کے لئے
سو رضا اپنے رب کی ہیں پانے چلے

پیروی میں اسی کی ہیں سب لذّتیں
لُطف ہم زندگی کا بڑھانے چلے

عرشیہ اس پہ ہر چیز قربان ہے
ہم دل و جان اس پر لٹانے چلے

طبیعتوں میں جو یہ انکسار قائم ہے

طبیعتوں میں جو یہ انکسار قائم ہے
ہمارا عجز کی رہ پر شُمار قائم ہے

" ڈرو نہیں کہ زمانے کی چال ہے ٹیڑھی "
چلن میں جب تلک اپنے وقار قائم ہے

پلائی تم نے نگاہوں سے جو شراب اک شام
گیا نہیں ہے وہ ، اب تک خمار قائم ہے

جو کی تھی تم نے رعایت ہماری شوخی پر
تمہارا ہم پہ ابھی تک اُدھار قائم ہے

نصیب ہی سے ملیں جو ملیں یہاں خوشیاں
خدا کا ہے سبھی ، جو کاروبار قائم ہے

نگاہِ یار میں اونچا ہے گر تو فخر بھی کر
خلوص پر ترے جو اعتبار قائم ہے

❀❀❀

چاک پر خاک جب کوزہ گر ڈال دے

چاک پر خاک جب کوزہ گر ڈال دے
جیسی صورت میں چاہے اُسے ڈھال دے

دے کے کاسہ پھرائے گلی در گلی
ان گِنَت گر وہ چاہے اُسے مال دے

کائناتوں پہ اس کی حکومت ہے یوں
کون ہے اس کے احکام جو ٹال دے

کب سے سورج کے چو ِگرد گُھومے زمیں
مختلف چاند کو رات اشکال دے

جو بچا لے مسیحائے مصلوب کو
گھر میں فرعون ، موسٰی کو خود پال دے

ماہِ کنعاں نکالے کبھی چاہ سے
اور حکومت ، ہو جب وہ جواں سال ، دے

اس کے ہاتھوں میں ہی سب ہے عزّ و شرف
جو قبول اس کو ہو اُس کو اقبال دے

طارق اس در پہ جھک ، ہاتھ اٹھا کر دعا
صحبتِ صالحین اور ابدال دے

❀❀❀

دل کی آواز سُنائے گی کہ میں قتل ہوا

دل کی آواز سُنائے گی کہ میں قتل ہوا
اک خبر چھوٹی سی آئے گی کہ میں قتل ہوا

وہ حفاظت پہ جو مامور تھے شاید میری
شرم کب اُن کو یہ آئے گی کہ میں قتل ہوا

زندہ رہنے کا بھی حق چھین لیا ہے مجھ سے
کب ضمیروں سے صدا آئے گی ، میں قتل ہوا

اک کے بعد ایک گرفتارِ بلا ہوتا ہے
دیر کے بعد سمجھ آئے گی ، میں قتل ہوا

خوں لگے ہاتھوں پہ ، مہندی کو رچایا تم نے
میری خوشبو یہ بتائے گی کہ میں قتل ہوا

نشّہ وَر چیزوں پہ پابندی لگائی جائے
عقل پھر ہوش دلائے گی کہ میں قتل ہوا

لے کے آئے ہو سرِ دار بٹھا کر پہرے
گو کہ تاریخ بتائے گی کہ میں قتل ہوا

شیریں فرہاد کا قصّہ تو پرانا ہو گا
لیلٰی جنگل میں یہ چلّائے گی ، میں قتل ہوا

طارق آزاد حکومت میں ہوئے تھے پیدا
پر غلامی کہاں جائے گی کہ میں قتل ہوا

تم کو ملنے کی روک تھی ہم سے

تم کو ملنے کی روک تھی ہم سے
دیکھتے کر کے دوستی ہم سے

فی الحقیقت اگر ہے سچ کڑوا
پھر نہ قدرت یہ بولتی ہم سے

روز کرتی ہے تجربے دنیا
راز کچھ اپنے کھولتی ہم سے

دیکھو ہم ناخدا نہ گر ہوتے
زیست کی ناؤ ڈولتی ہم سے

آیا الزام تو انا پہ تری
دشمنی کوئی اور تھی ہم سے

عقل طارق جِلا تو پا جاتی
وہ بھی مل کر ، جو سوچتی ، ہم س

ہم محبّت کے تقاضوں کو نبھاتے رہ گئے

ہم محبّت کے تقاضوں کو نبھاتے رہ گئے
عمر بھر چہرے کو دنیا سے چھپاتے رہ گئے

آبلہ پا ہم چلے ، رستے میں پتھر تھے تو کیا
وہ سفر کی راہ میں کانٹے بچھاتے رہ گئے

وہ ہوئے ناکام ، منزل تک مگر پہنچے تو ہم
وہ ہماری ہر خوشی پر ، تلملا تے رہ گئے

نفرتوں سے گو کبھی دشمن تو باز آیا نہیں
پیار ہم ہر حال میں سب سے نبھاتے رہ گئے

بالارادہ سانپ کی بانبی میں ڈالے ہاتھ کون
ہر قدم ، شیطان سے ، خود کو بچاتے رہ گئے

مستقل رہنے کی عادت پر ہمیں بھی ناز تھا
حوصلہ وہ بھی ہمارا آزماتے رہ گئے

کامیابی ہے مقدّر ، استقامت پر ہے شرط
کب انہیں دیکھا ہمیشہ دُکھ اٹھاتے رہ گئے

اُس نے پوچھا عشق طارق ، چھوڑ کیوں دیتے نہیں
اُس کی ہم معصومیت پر مسکراتے رہ گئے

عدل و انصاف جو دربارِ میں گم ہو جائیں

عدل و انصاف جو دربارِ میں گم ہو جائیں
محتسب ، حلقۂ سرکار میں گم ہو جائیں

ناخداؤں کا خدا پر جو بھروسہ نہ رہے
کشتیاں بیچ منجدھار میں گم ہو جائیں

عشق دیوانہ بنائے تو کوئی بات بنے
کون کہتا ہے کہ بے کار میں گم ہو جائیں

آسرا ہو گا تو الفاظ چُنے جائیں گے
کیوں تمنّاؤں کے اظہار میں گُم ہو جائیں

کون اس ماں کا الم ، درد سے محسوس کرے
جس کے بچّے بھرے بازار میں گم ہو جائیں

اس لئے بھی تو رکھی جاتی ہیں نظریں نیچی
یہ نہ ہو دیکھیں تو دیدار میں گُم ہو جائیں

فیصلہ کون کرے گا کہ حقیقت کیا ہے
علم جب جبّہ و دستار میں گُم ہو جائیں

یوں تو کہلائیں وہ عالِم ، ہوئے بندر جیسے
یا وہ خنزیر کے کردار میں گُم ہو جائیں

مجھ کو اسلوبِ سُخن وہ نہیں بھاتا طارق
جس میں افکار ہی اشعار میں گم ہو جائیں

ایک بچے کے قبل از پیدائش ضائع ہونے پر۔۔۔

اذن جب تھا ہی نہیں روح ، یہاں آنے کا
بن گیا کوئی سبب ، جسم چلا جانے کا

دستِ قدرت کا وہ شہکار جو دیکھا ہم نے
تھا کٹھن روکنا پھر صبر کے پیمانے کا

دل میں سوراخ تھا ، امّید نہ تھی بچنے کی
وقت سے پہلے ، ہوا فیصلہ یوں ، جانے کا

ذہن کی ماننی پڑتی ہے فقط دل کی نہیں
یہ تو پھر وقت نہیں ہوتا ہے گھبرانے کا

ایک معصوم کے جانے میں بھی حکمت ہو گی
ورنہ یہ خواب نہ تھا ، ہوش سے بیگانے کا

ہوں گی ماں باپ کی آنکھیں بھی تو ٹھنڈی ، سُن کر
حکم سب بچوں کو جنّت میں ہے لے جانے کا

اپنے ماں باپ کو جنّت میں نہ پائیں گے اگر
وعدہ ان بچوّں سے ہو گا ، اُنہیں واں لانے کا

اس طرح جائیں گے جنّت میں وہ بچوں کے طفیل
ہو گا انجام بھلا ، ہجر کے افسانے کا

❀❀❀

اتنی عجلت میں کیوں نماز، پڑھو

اتنی عجلت میں کیوں نماز ، پڑھو
اس کے ہر لفظ میں ہیں راز ، پڑھو

نعمتیں یاد کر کے ، حمد کے گیت
چھیڑ کے تم خوشی کے ساز ، پڑھو

سر ہو سجدے میں جب ، کرو تسبیح
ہو کے دنیا سے بے نیاز ، پڑھو

اشک ہوں یاد میں رواں اس کی
کر کے سجدے کبھی دراز ، پڑھو

ایسے پیشِ نظر ہوں سب احکام
ہوں عمل جس کے عمّاز پڑھو

جو خدا کے نہیں پسندیدہ
ایسے کاموں سے ہو کے باز ، پڑھو

عرش پر جب دعا جگہ پا لے
ہوں گے سجدے میں سرفراز ، پڑھو

تمُ ولی ہو تو ہو خدا کے دوست
بن کے محمود کے ایاز ، پڑھو

پنجگانہ ہو۔ التزامِ نماز
ان کو طارقؔ نہ شاذ شاذ پڑھو

فریب کھائے ہیں دل نے جہان میں کیا کیا

فریب کھائے ہیں دل نے جہان میں کیا کیا
کسے بتائیں کہ آئے گمان میں کیا کیا

سکون کیسے ملے ، جب حساب ہو سر پر
عمل کئے ہیں جو آئیں دھیان میں کیا کیا

کِیا کہاں ہے کما حقّہٗ زباں سے شکر
ملی ہیں نعمتیں ہم کو جو دان میں کیا کیا

بہانے ڈھونڈتے رہتے تھے اپنی غفلت کے
کہاں کہاں نہ کہا ، این و آن میں کیا کیا

یقین آتا نہیں دیکھ کر نشاں اُن کو
نظر تو آئے امام الزّمان میں کیا کیا

ہماری جو نہ سمجھ پائے کیا وہ سمجھیں گے
ہم ان سے کہہ چکے اپنی زبان میں کیا کیا

وہ جس کو نیچا دکھانے کو لوگ نکلے تھے
خدا نے اس کو بڑھایا ہے شان میں کیا کیا

کہانی اپنی بہت سادہ ہے مگر رنگیں
لہو نے رنگ دیا آسمان میں کیا کیا

ہمارا علم ہے محدود وہ ہے لا محدود
کہ جس نے پیدا کیا ، لا مکان میں کیا کیا

مہک گلوں میں ہے رنگینئ چمن اس سے
صفات آئیں نظر ، باغبان میں کیا کیا

ملی ہیں نعمتیں طارق تو شکر ہے واجب
نہ جانے آئے گا اب امتحان میں کیا کیا

دروغ گوئی سے ہے مولوی کو کب پرہیز

دروغ گوئی سے ہے مولوی کو کب پرہیز
ہمارے صبر کا پیمانہ پر نہ ہو لبریز

یہ دیں کے نام پہ کرتے ہیں جانے کیا کیا کچھ
کہ جن کو دیکھ کے حیرت میں ہیں پڑے انگریز

یہ اگلے وقت کی باتیں تھیں اب کہاں وہ علوم
کہیں بھی دیکھو بخارا ہو یا کہ ہو تبریز

نیا زمانہ ، نئے لوگ اب نظر آئیں
کہاں بچیں گے جو نظّارے ہیں قیامت خیز

بھروسہ رکھتے چمن کے ہیں باغباں پر ہم
اگرچہ پھول چمن کے ، بہت ہیں کم آمیز

ہوا ہے نغمہ سرا باغ میں کوئی بلبل
سنی ہے جس نے صدا کہہ رہا ہے فکر انگیز

جہاں میں امن کے طالب ہیں پاسبانِ عقل
نہیں یہ چاہتے ہو جنگ پھر کوئی خوں ریز

غضب خدا کا نہ بھڑکاؤ ، یوں نہ جھُٹلاؤ
خدا سے لڑ کے فنا ہو گئے کئی پرویز

لگائی ہم نے صدا طارق اس طرف آؤ
کہ بیج بوتے ہیں پائیں جہاں زمیں زرخیز

❀❀❀

کردار تیرا حسن ہو، تقوٰی ترا جمال

کردار تیرا حسن ہو ، تقوٰی ترا جمال
قائم ہو جس سے رُعب ہو ایسا ترا جلال

عمرِ عزیز تُو جو گزارے تو اس طرح
یادِ خدا ہو دل سے مٹانا بڑا محال

ذکرِ حبیب زندگی کا تیری جزو ہو
معمور اس کی یاد سے ہوں تیرے ماہ و سال

ہے علم و معرفت کا خزانہ جو تیرے پاس
ہو جائیں لا جواب ، جو تجھ سے کریں سوال

شیطان خوف کھائے ترا عزم دیکھ کر
اور قرب تیرا پا کے فرشتے بھی ہوں نہال

رضوان در بہشت کے کھولے ترے لئے
جانے پہ دور تجھ سے فرشتوں کو ہو ملال

معیار ہوں عبادتوں کے اس طرح بلند
کعبہ بنے گواہ ، محمدؐ کی تُو ہے آل

طارق حقیقتاً ہے مسلمان تُو تبھی
ورنہ ہے کیا بعید ، ہو ایمان پر سوال

احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن (اَمّا)(AMMA) کے نام

دم مسیحا کا بھریں جو وہ مسیحا ہیں یہاں
خدمتِ انساں کا جذبہ جن کے چہرے سے عیاں

منسلک جس سے ہیں ، " اَمّا " نام ہے تنظیم کا
ڈاکٹر جو احمدی ہیں ، ان کا ہے یہ کارواں

خدمت و ایثار کے جذبے سے یہ سر شار ہیں
کوئی بھی پیچھے نہیں ، شامل ہیں سب خورد و کلاں

خود کو جو تکلیف دے کر بھی کریں سب کا علاج
ہیں مسیحا اور بھی ، لیکن بھلا ان سے کہاں

مال و دولت ، وقت اپنا پیش کر دیتے ہیں یہ
ساری دنیا میں ہی ان کا کام ہے نصرت جہاں

جلسۂ سالانہ یوکے میں ملے موقع انہیں
تا مریضوں کی سنیں یہ خوشدلی سے داستاں

گو دواؤں سے کریں اپنے مریضوں کا علاج
جو دعا بھی دیں ، فرشتے ایسے ملتے ہیں کہاں

ڈھونڈ کر لائیں کہاں سے یہ غلامانِ مسیح
جو مسیحا کی صداقت کے ، بنے روشن نشاں

اے خدا ، خدمت کی اپنے فضل سے توفیق دے
تا رہے سر پر خلافت کی دعا کا سائباں

اچھا لگتا ہے اگر اس کے گھر آنا جانا

اچھا لگتا ہے اگر اس کے گھر آنا جانا
تم نے پھر کیسے محبّت کو فسانہ جانا

یوں تو ہر سمت چمن میں نظر آتے ہیں گلاب
جو ملا اُس کی طرف سے گلِ رعنا جانا

ہم نے دانستہ نہیں حال سنایا دل کا
روٹھ جانے کا اسے تمُ نے بہانہ جانا

معتبر اس کی شہادت ہو بھلا کیا جس نے
عہد کر کے اسے آسان بھلانا جانا

رازِ دل فاش ہوا سب پہ ، تمہیں علم نہیں
تم سمجھ پائے نہیں جس کو زمانہ جانا

طارق احساس ہوا ، جب سے وہ دلدار گیا
ورنہ دنیا میں لگا رہتا ہے آنا جانا

تم مجھے کہتے ہو خوش تم سے ہوا ہوں کہ نہیں

تم مجھے کہتے ہو خوش تم سے ہوا ہوں کہ نہیں
اور دنیا کے غموں سے میں رِہا ہوں کہ نہیں

دیدہ دانستہ مرا توڑ کے دل کہتے ہو
درد سینے میں لئے ، میں بھی جیا ہوں کہ نہیں

زندگی وقت کے دھارے پہ بہے جاتی ہے
میں تری سمت ابھی آگے بڑھا ہوں کہ نہیں

اب جو دروازے پہ دستک بھی نہیں ہوتی ہے
منتظر اب بھی کسی در پہ کھڑا ہوں کہ نہیں

اب سرِ شام دیا بام پہ جل جاتا ہے
میں کبھی تیری گلی میں بھی گیا ہوں کہ نہیں

سوچتا ہوں کہ تجھے دل میں بلاؤں اپنے
اپنے باطن سے مگر صاف ہوا ہوں کہ نہیں

وقت ہاتھوں سے انہی سوچوں میں نکلا جائے
تیری سوچوں کے مطابق میں ڈھلا ہوں کہ نہیں

طارق اُس در سے یہ امید ہے کُھل جائے گا
اس طرف ، اس کے بھروسے پہ چلا ہوں کہ نہیں

❀❀❀

وہ اگر روٹھے اسے جلد منانے، جانا

وہ اگر روٹھے اسے جلد منانے ، جانا
لاکھ کرنے بھی پڑیں تم کو ، بہانے ، جانا

گُل اگر چاک گریباں ہے ،چمن میں دیکھو
کھول کر سینہ ،اسے تم بھی دکھانے، جانا

اُس نے کچھ اور کہا تم اسے سمجھے کچھ اور
اس کو تم پیار کا اظہار سکھانے جانا

اُس کے اندازِ سخن میں بھی لطافت آئے
اُس کو اچھا سا کوئی شعر سنانے جانا

داد ، بے داد غزل ہم تو سنا دیتے ہیں
دل کے جذبات سے نغمات سجانے ، جانا

اور بھی تحفے ملے اس کی محبّت میں ہمیں
اس کے افکار کو جب ہم نے خزانے ، جانا

طارق آخر کو یہیں آن ملیں گے سارے
پھر تسلّی سے انہیں ملنے ملانے جانا

خزاں میں دے کے وہ نظّارۂ بہار گیا

خزاں میں دے کے وہ نظّارۂ بہار گیا
ملا اسے جو وہ پھر محوِ انتظار گیا

وہ میرے سامنے آکر مجھے نکھار گیا
وہ مثلِ آئنہ صورت دکھا کے یار گیا

چمن میں پھیلی وہ خوشبو کہ گل بھی حیراں تھے
جہاں جہاں سے گزر کر وہ با وقار گیا

جہاں خلوص و محبّت کی چاشنی پائی
وہاں گیا ہے جو اک بار بار بار گیا

ہے کیا مقابلہ تلوار کا محبّت سے
گیا وہ جیت ، مگر دل کی بازی ہار گیا

بچا ہے کون خلوص و وفا کے تیروں سے
چلا جو تیرِ نظر پھر جگر کے پار گیا

خرَد ہے ورطۂ حیرت میں دیکھ کر اب بھی
ملا وہ در جسے خوش ہو کے سوئے دار گیا

جو پوچھو حال کہ طارق کے ساتھ کیا گزری
وہ اُس پہ کر کے جگر ، جان و زر ، نثار گیا

تمھیں وہ جان سے پیارا ہو، اب ضروری ہے

تمھیں وہ جان سے پیارا ہو ، اب ضروری ہے
تمھاری آنکھ کا تارا ہو ، اب ضروری ہے

تمھیں دکھائی نہیں دے رہا ہے اب رستہ
علاجِ چشم تمھارا ہو ، اب ضروری ہے

یہ مان جاؤ مسیحا کی تم کو حاجت ہے
تمھارے درد کا چارا ہو ، اب ضروری ہے

تمھاری پیاس بجھانے کو ایک دریا ہو
کہیں قریب کنارا ہو اب ضروری ہے

ڈھلی جوانی ، بڑھاپے کے ہیں عیاں آثار
تمہارے پاس سہارا ہو ، اب ضروری ہے

بھروسہ ہم پہ کرو ، ہم تمہیں سنبھالیں گے
ہمارا ساتھ ، گوارا ہو ، اب ضروری ہے

تمہارے راج میں انصاف مل نہیں سکتا
تو تخت و تاج ہمارا ہو ، اب ضروری ہے

بگاڑ بیٹھے تعلّق ، خدا کِیا ناراض
یہ کام تم نے سدھارا ہو ، اب ضروری ہے

جسے غرور سے رد کر دیا ، کہا جھوٹا
تمہارا راج دُلارا ہو ، اب ضروری ہے

قریب ہے کہ کرے فیصلہ مقدّر کا
کہ اونچا اُس کا منارا ہو، اب ضروری ہے

مگر ہے وقت مقرّر ہر ایک شے کا جب
کچھ اور صبر ہمارا ہو ، اب ضروری ہے

خدا رحیم ہے طارق ، مگر بغیر اس کے
ترا کہیں نہ گزارا ہو ، اب ضروری ہے

تلاش میں ہے محبّت کی یہ زمانہ پھر

تلاش میں ہے محبّت کی یہ زمانہ پھر
کہ لوٹ آئے ہیں اندازِ وحشیانہ پھر

ہوا ہے نام بھی لینا خدا کا جُرم اب تو
لگا ہے دل پہ ہمارے یہ تازیانہ پھر

نشاں دکھائے بہت اور بھی دکھائے گا
تراش لو گے مگر تم تو اک بہانہ پھر

لگی جو آگ پرندے نے پھر تو اڑنا تھا
بچا شجر تو بنائے گا آشیانہ پھر

ہم اس کے تیرِ نظر کا شکار پھر ہوں گے
کہ کھینچ لے گا ہمیں اس کا مسکرانا پھر

تلاش اس کو کریں گے اگر خلوص کے ساتھ
ملے گا ہم کو وہ کھویا ہوا خزانہ پھر

اسی کی گود میں بچہ سکون پائے گا
ملے گی اس کو محبّت جو مادرانہ پھر

اسی کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں سب اگر طارق
درست ہے ترا اندازِ خسروانہ پھر

مایوس ہے یہ کون، یہ کس کی پکار ہے؟

مایوس ہے یہ کون، یہ کس کی پکار ہے ؟
” قاتل کہاں ہے ، سر مرا گردن پہ بار ہے “

روزِ ازل سے تا بہ قیامت اسے ہے چھُوٹ
شیطان حکمراں ہے ، بنا تاجدار ہے

انساں کو کچھ غرض نہیں اخلاقیات سے
ابلیس کا یوں چمکا بڑا کاروبار ہے

چادر چڑھانے سے ملے چندہ ، یا وعظ سے
اس طرح دِیں وہ بیچ کے ، سرمایہ دار ہے

واعظ کو بس غرض ہے کہ ، شادی ہے کس کے گھر
اس کی بلا سے کون ہوا سوگوار ہے

قائل قلم سے کر رہا ہے ، وقت کا امام
ہے کون جس کے ہاتھ میں اب ذوالفقار ہے

پھر بھی برہنہ پا یونہی چلتا ہوں جا رہا
کانٹوں سے زندگی کی بھری رہگزار ہے

حیران ہے عدو کہ میں ہوں کامیاب کیوں
تائید میں کھڑا ہے وہ جو میرا یار ہے

ہر وقت حاسدوں سے بچاتا مجھے ہے کون
چاروں طرف مرے جو دعا کا حصار ہے

طارق زمیں پہ آئے گا اب جلد انقلاب
شیطان کے نصیب میں آخر کو ہار ہے

تری جو راہ کے پتھر ہیں وہ نگینے ہیں

تری جو راہ کے پتھر ہیں وہ نگینے ہیں
برہنہ پا ہوں تو پاؤں میں آبگینے ہیں

ملا تھا ایک سہارا جو شب گزاری کا
کسی نے وہ بھی ترے خواب مجھ سے چھینے ہیں

نہ چین دن کو ، سکوں رات کو نہیں جن میں
ترے بغیر ابھی کتنے سال جینے ہیں

تم آؤ گے تو کھلیں گے گلاب چہروں کے
زمیں نے کتنے چھپائے ہوئے خزینے ہیں

خموش رہنے کی عادت نہیں ، ادب ہے یہ
الگ ہیں سیکھے محبّت کے جو قرینے ہیں

اسی لئے تو اتر آیا ہوں میں دریا میں
کہ دیکھے میں نے بہت ڈوبتے سفینے ہیں

تری خوشی کے لئے جن میں دل دھڑکتے ہیں
وہ آگے کر دیئے تیرے لئے ہی سینے ہیں

ہوں بادشاہ بھی اپنی رعایا جیسے ہی
اسی لیے تو ملے حکمراں کمینے ہیں

خدا کرے کہ مری بات تُو سمجھ جائے
تجھے ملے ہوئے گزرے کئی مہینے ہیں

ابھی تو دور ہے منزل ، سفر میں رہنا ہے
رہِ سلوک میں باقی بہت سے زینے ہیں

خمار عشق کا پورا نہیں چڑھا طارق
ابھی تو اور محبّت کے جام پینے ہیں

❁❁❁

کبھی جو جرم کیا ہے اسے بھلانے کا

کبھی جو جرم کیا ہے اسے بھلانے کا
تو حق پہنچتا ہے اس کو ہمیں ستانے کا

ہے اب تو ہو گئی عادت ہی مسکرانے کی
ہے اس کو حوصلہ بندوں کو آزمانے کا

ذرا سا کہہ کے تو دیکھو کہ ہے فلاں تکلیف
سبھی کو شوق ہے نسخہ کوئی بتانے کا

یہ فکر بھی ہے نہ پیچھے کسی سے رہ جائیں
گلہ کریں گے مگر ساتھ ہی زمانے کا

جو پوچھا راستہ منزل پہ چھوڑ کر آئے
طریقہ یہ بھی تو ہے نیکیاں کمانے کا

کریں گے معذرت ، آئیں گے دیر سے دفتر
کہ معذرت بھی ہے فیشن بنا زمانے کا

عدالتوں میں غلط فیصلے کرو ، اک دن
ملے گا حق تمھیں ، اس کو بھی آزمانے کا

مزاح بھی تو سخن ہی کا ایک حصّہ ہے
کسی کسی کو ہی آتا ہے فن ہنسانے کا

تمہارا وقت جو آئے گا تم بھی چل دو گے
یہ سلسلہ یونہی چلتا ہے آنے جانے کا

سخن وری میں کمی کوئی رہ گئی ہو گی
جنوں نہیں ہے اگر شعر کو سنانے کا

چھپا چھپا کے رکھی تم نے داستاں اپنی
ہوا ہے علم سبھی کو مگر فسانے کا

قدم سنبھال کے آگے بڑھاؤ تم طارق
کہ ڈھنگ آئے تمہیں زندگی بِتانے کا

راگ الفت کا چھیڑ آدھی رات

راگ الفت کا چھیڑ آدھی رات
ذکر اس کا سہیڑ آدھی رات

کر جتن ایسے ، مان جائے وہ
بھول کر سب بکھیڑ آدھی رات

در پہ رب کے ہی التجا ہو بس
اور دروازے ، بھیڑ آدھی رات

وہ جو دل میں گناہ راسخ ہیں
ان کو جڑ سے اکھیڑ آدھی رات

محوِ پرواز ، اسپِ عرفاں ہو
تُو لگا اِس کو ایڑ آدھی رات

سی رکھے ہیں گناہ دامن میں
اس کے بخیے ادھیڑ آدھی رات

جڑ زمیں میں ، فلک پہ ہوں شاخیں
بو وہ تقویٰ کا پیڑ آدھی رات

تُو ہو ، تیرا خدا ہو ، اٹھ طارق
اس طرح سے نبیڑ آدھی رات

❀❀❀

کیا ہے دل میں نہاں، نہیں معلوم

کیا ہے دل میں نہاں ، نہیں معلوم
وہ بھی ہے جو عیاں ، نہیں معلوم

کون جانے کہاں دبوچے گی
آفتِ نا گہاں ، نہیں معلوم

کارواں میں نہیں ہو ، کہتے ہو
جائے گا یہ کہاں ، نہیں معلوم

قافلہ جا رہا ہے کس جانب
کون ہے سارباں ، نہیں معلوم

آس ہے تو ، بہار آئے گی
جائے گی کب خزاں ، نہیں معلوم

کاش ان کو دکھائی دے جائے
چاند نکلا کہاں ، نہیں معلوم

کس کو دھوکہ لگا کہ ہو گا یہ
آخری امتحاں ، نہیں معلوم

ہے مسلسل فضا میں اب پرواز
ہے کہاں آشیاں ، نہیں معلوم

عشق میں جاں یہ نذر ہے اُن کی
کیا ہے سود و زیاں ، نہیں معلوم

طارق ان کو بتا دیا ہوتا
وہ جو کہتے ہیں ، ہاں! نہیں معلوم

وہ جو کہتے ہیں غزل بیٹھ کے، تنہائی میں

وہ جو کہتے ہیں غزل بیٹھ کے ، تنہائی میں
لطف کیا پائے کوئی ، قافیہ پیمائی میں

جھوٹی سچی جو خبر ملتی ہے ان کو اکثر
وہ نہ چھوڑیں گے کسر حاشیہ آرائی میں

پیروی کرتے ہیں پیروں کی جو اندھے ہو کر
جلد یا دیر سے گِرتے ہیں کسی کھائی میں

عیب دیکھیں تو بنا دیتے ہیں رائی کا پہاڑ
ان کو آتا ہے مزہ ، اوروں کی رسوائی میں

ان کو دل دے کے مصیبت میں ہے ڈالا خود کو
فخر کرتے ہیں جو بس حسن کی رعنائی میں

امتحاں ہی میں شب و روز گزر جاتے ہیں
عمر لگ جاتی ہے اس عشق کی پڑھائی میں

اور کیا تم سے کہیں ، دیکھا ہے یہ بھی طارق
ڈال دے ،تفرقہ ، شیطان بہن بھائی میں

جب فرشتہ لئے ہاتھوں میں کتاب آئے گا

جب فرشتہ لئے ہاتھوں میں کتاب آئے گا
سامنے آتے ہوئے مجھ کو حجاب آئے گا

سوچ کر اتنا مرے دل کو تسلی ہو گی
اس میں بخشش کا یقیناً کوئی باب آئے گا

میں نے رکھا ہی نہیں ہجر کے لمحوں کا حساب
وصل کی بات چلے گی تو حساب آئے گا

دیکھنا ، ہو گی اسے قرب کی نعمت جو نصیب
اور نکھرے گا جو ہاتھوں میں گلاب آئے گا

اس کی آنکھیں مرے اندر کو بخوبی دیکھیں
کیوں مرے رستے میں پھر ، اس کا نقاب آئے گا

بیقراری مرے دل کی جو عیاں ہے اس پر
سن کے وہ آہ و بکا میری ، شتاب آئے گا

ہاجرہ بن کے ، ضرورت ہے کہ بھاگا جائے
تشنہ ، گر ہو گا تو صحرا میں بھی آب آئے گا

ذکر اس کا ہے شب و روز زباں پر طارق
جاگتے ، سوتے اسی کا مجھے خواب آئے گا

کبھی ہوں جو حالات تیرے کشیدہ

کبھی ہوں جو حالات تیرے کشیدہ
طبیعت نہ تیری کبھی ہو کبیدہ

خدا تیرا دامن بھرے ہر خوشی سے
نہ ہو زندگی تیری صیدِ رمیدہ

ترقّی تری روک پائے نہ کوئی
تری رہ میں حائل ہے تیرا عقیدہ

تجھے معرفت ہو عطا اپنے رب کی
ہوں خدّام تیرے علومِ جدیدہ

کشادہ وہ کر دے زمیں ان کے اوپر
جو ہوتے خدا کے ہیں بندے چُنیدہ

فرشتے کریں تیری آسان راہیں
ترے دشمنوں کی پکڑ ہو شدیدہ

تری کامیابی کے گن گائے دنیا
خدا لائے جلدی وہ ساعت سعیدہ

دعا ہے یہ طارق کہ ہر آدمی کو
ملے نور ، پائے وہ ذہنِ رسیدہ

مری ہجرتوں نے وطن میں مجھ کو حراستوں سے بچا لیا

مری ہجرتوں نے وطن میں مجھ کو حراستوں سے بچا لیا
ملا سائباں کہیں اور جس نے تمازتوں سے بچا لیا

مرے والدین کو علم تھا ، ملی روشنی وہ شعور کی
دیا علم ایسا کہ مولوی کی جہالتوں سے بچا لیا

کِیا رب سے مجھ کو یوں آشنا ،مجھے آگہی کا دیا سبق
مجھے بے لگام معاشرے کی کثافتوں سے بچا لیا

مجھے رہنما وہ ملا ، چلا ، مرے ساتھ ہاتھ وہ تھام کر
ہوا نو جواں تو اسی نے کتنی حماقتوں سے بچا لیا

نہیں آ سکا میں اگر یہاں کسی دلرُبا کے فریب میں
مرے سر پہ میرا خدا رہا بُری ساعتوں سے بچا لیا

مرے دست و پا لئے آزما، نہ ہلا سکے مجھے ابتلا
مری تربیت تھی جو سخت اُس نے ہلاکتوں سے بچا لیا

سبھی جانتے ہیں کہ ایک عرصے سے ووٹ کا نہیں حق مجھے
مجھے کیا گلہ مرے ربّ نے گندی سیاستوں سے بچا لیا

جو ملا ہے ورثہ وہ دین کا ہے تو شکر اس پہ بہت کرو
جو کِیا الگ تو خصومتوں کی وراثتوں سے بچا لیا

❀❀❀

خوش جرمنی کے احمدی اِمسال ہوئے ہیں

خوش جرمنی کے احمدی اِمسال ہوئے ہیں
مہدی کی جماعت کے یاں ، سو سال ہوئے ہیں

صد شکر کریں ہم کہ مناتے ہیں یہ جلسہ
ہر سال جماعت پہ یہ افضال ہوئے ہیں

اتنی ملی ہیں نعمتیں ، دشوار ہے گننا
نازل خدا کے فضل بہ ہر حال ہوئے ہیں

ہے خوب ہمیں یاد کہی بات جو اس نے
مہدی کے تو پورے سبھی اقوال ہوئے ہیں

برکت ہے خلافت کی ہدایت کی ، ہمارے
تقوٰی کے مطابق جو یہ افعال ہوئے ہیں

کوشش تو اُس نے کی ہے ترقّی نہ کر سکیں
دشمن کے مقاصد سبھی پامال ہوئے ہیں

آقا یہاں پھر آئیں گے معلوم ہوا جب
دل سب کے مسرّت سے بہ اقبال ہو ئے ہیں

طارق ہیں خوشی کے یہاں نغمات ہزاروں
خوشبو کی طرح پھیلے جو سر تال ہوئے ہیں

❀❀❀

یہ جوڑ لیتے ہو، جو تم کبھی کبھی الفاظ

یہ جوڑ لیتے ہو ، جو تم کبھی کبھی الفاظ
سمجھ نہ لینا کہیں بن گئے ہو فیض و فراز

تمہارے سر پہ کسی مہرباں کا سایہ ہے
فرشتے تم پہ اتاریں جو کائنات کے راز

مدد کو آئیں تمہاری جو غیب سے شاعر
تمہارے ساتھ سخن ور کئی ہیں نغمہ ساز

اثر جو ہوتا دلوں پر ہے ان کے مضموں کا
تمہارے شعر تو کرتے ہیں اب دلوں کو گداز

دعا یہ دیتا ہے دل ، زورِ قلَم اور بڑھے
خدا بڑھائے یہ علم و ہنر ، ہو عمر دراز

ترے خدا نے کیا فضل تجھ پہ بے حد جو
خدا کو پا لیا تُو نے پڑھی ہے ایسی نماز

ترے قلم سے مضامیں جو شعر میں نکلیں
خدا کی قدرتوں کا یہ بھی تو ہے اک اعجاز

ترے نصیب میں ہو دیکھنا خدا کا گھر
یوں گھر سے نکلے کہ جا کر کرے تُو سیر حجاز

طوافِ کعبہ نہ کر لے ہے تجھ پہ یہ قدغن
نہیں ہے اس کا شریعت میں گرچہ کوئی جواز

بنا ہے اب تو مقابر پہ ایسا کاروبار
کہ کھائیں ان کے مجاور ہی ساری نذر و نیاز

تری گلی میں جھلک تیری دیکھنا چاہیں
ہیں تجھ میں دیکھتے محمود ، خود بنے ہیں ایاز

فراق و وصل کی گردش کے مارے ہم طارق
ہے اُس سے ملنا تو کوئی تو ہو نیا انداز

❁❁❁

سفر کے بعد سفر، زندگی یہی تو ہے

سفر کے بعد سفر ، زندگی یہی تو ہے
نہ حکم سے ہو مفر ، پیروی یہی تو ہے

بہشت نیکی میں ، دوزخ ہے معصیّت میں جب
گناہ پر ہو مُصِر ، سُن بدی یہی تو ہے

خطا ہو کوئی بھی ، کیا درگزر نہیں ہوتی
کریں نہ توبہ جو ، شرمندگی یہی تو ہے

جو ظلم دیکھ کے اُٹھتا نہیں بچانے کو
تو ایسے شخص کی پھر سِفلگی یہی تو ہے

حصولِ علم کو سمجھیں اگر زیانِ وقت
جو میرے ملک میں ہے تیرگی یہی تو ہے

نہیں ہے کوئی تصوّر خدا کو پانے کا
کہ معرفت کی یہاں تشنگی یہی تو ہے

لگائے آگ دلوں میں صدا جو نفرت کی
سخن کی دیکھی یہاں شُعلگی یہی تو ہے

جہاں بھی جائے وہ ساتھ اُس کے دل چلا جائے
دلوں میں پیار کی وارفتگی یہی تو ہے

مجھے جو عشق ہوا تم نہ اس کو سمجھو گے
جو میری عقل میں ہے پُختگی یہی تو ہے

ہو ذکر لب پہ زباں حمد سے رہے معمور
اثر ہو دل پہ تو پھر نغمگی یہی تو ہے

آپ کے گھر میں شکایت کی روایت ہو گی

آپ کے گھر میں شکایت کی روایت ہو گی
آپ شکوہ بھی کریں گے تو عنایت ہو گی

آپ نے ہم پہ ستم اور بڑھا رکھا ہے
ہم کو معلوم ہے یہ کس کی ہدایت ہو گی

آپ کہلاتے ہیں سیّد تو یقیں ہے ہم کو
نسل میں آپ کی ، چلتی تو ولایت ہو گی

آپ تو کر کے چلے جائیں گے رسماً توبہ
کیسے کیسے نہ بیاں پھر یہ حکایت ہو گی

آپ سے کیسے کہیں آپ تو گھر والے ہیں
آپ سے ہم کو توقع تھی ،حمایت ہو گی

نیک صحبت میں جو بیٹھو گے اثر آئے گا
پیار کی روح کبھی تم میں سرایت ہو گی

خود قصور اپنا بتاؤ گے کہ خاموش ہیں ہم
"ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی"

تم سمجھتے ہو مگر ان سے بھی پوچھو طارق
آپ کے وقت میں کیا ہم سے رعایت ہو گی

❀❀❀

کتنے بلند اُن کے اقبال ہو رہے ہیں

کتنے بلند اُن کے اقبال ہو رہے ہیں
دیکھو خدا کے جن پر افضال ہو رہے ہیں

اے احمدی جماعت، تم کو ہو صد مبارک
اب جرمنی میں تم کو سو سال ہو رہے ہیں

پھیلے گی احمدیّت ، اب جرمنی میں ہر سُو
خدّامِ احمدیّت ، فعّال ہو رہے ہیں

پہلے جو سوچتے تھے ضائع نہ وقت ہو یہ
اہلِ خرد بہت سے اطفال ہو رہے ہیں

مجبور ہو کے آئے گھر چھوڑ کر جو سارے
وہ دین کی بدولت ، خوش حال ہو رہے ہیں

دشنام میں بڑھے جو قدموں میں اب گریں گے
دشمن کے سب مقاصد پامال ہو رہے ہیں

توحید کی محبّت دل میں ہوئی ہے پیدا
ان میں بہت سے اب تو ابدال ہو رہے ہیں

مہدی نے جب سے آ کر ، راہِ ھُدیٰ دکھائی
دنیا کے دور سارے جنجال ہو رہے ہیں

مہدی کا اک دلارا سالارِ کارواں ہے
تائید میں اسی کی افعال ہو رہے ہیں

ساقی ہے چل کے آیا برکت سے جس کی دیکھو
فضلِ خدا کے ہر سُو ، انزال ہو رہے ہیں

دل جو ہوئے منوّر ، آنکھیں ہوئی ہیں روشن
طارق ، خدا کی خاطر اعمال ہو رہے ہیں

تیرے ستم کا ہو کے شکار آگیا ہوں میں

تیرے ستم کا ہو کے شکار آگیا ہوں میں
میری کسی نے سُن لی پُکار آ گیا ہوں میں

کرتی نہ ہوں کہیں تری آنکھیں مجھے تلاش
لے کر اِدھر اُدھر سے اُدھار آ گیا ہوں میں

جھوٹے مقدّمات میں الجھے ہوئے تھے لوگ
ان میں مرا ہوا جو شمار آ گیا ہوں میں

کچھ ذمّہ داریوں کا مرے سر پہ بوجھ تھا
جب مجھ سے اُٹھ سکا نہ یہ بار ، آ گیا ہوں میں

زنجیر توڑنے کا ارادہ نہیں کیا
میں جو پہن سکا نہ یہ ہار ، آ گیا ہوں میں

اظہارِ حق کے جرم میں مجھ کو سزا ہوئی
پکڑا گیا جو کتنی ہی بار، آ گیا ہوں میں

اپنے وطن کو کون ہے طارق یوں چھوڑتا
سمجھے نہ لوگ میرا جو پیار ، آ گیا ہوں میں

❀❀❀

دلوں کی حمد سے تنویر کر کے دیکھتے ہیں

دلوں کی حمد سے تنویر کر کے دیکھتے ہیں
یوں نا اپنے نفس کی تطہیر کر کے دیکھتے ہیں

دلوں میں اس کے جو محبوب کی محبّت ہے
چلیں درود سے تحریر کر کے دیکھتے ہیں

نہیں ہے اس سے تصوّر میں بھی بڑا کوئی
قریب اس کے ہوں ، تکبیر کر کے دیکھتے ہیں

ذرا غرور و تکبّر نہیں پسند اسے
تو خود کو عجز سے تسخیر کر کے دیکھتے ہیں

پڑے نگاہِ کرم اس کی ، ساتھ دے تقدیر
وصالِ یار کی تدبیر کر کے دیکھتے ہیں

اسی کے خواب ہمیں دیکھنے کی عادت ہے
حسین خواب کی تعبیر کر کے دیکھتے ہیں

یہ حسنِ خُلق بھی تو معجزہ ، کرامت ہے
تو اپنے خلق کی تعمیر کر کے دیکھتے ہیں

یہ ظنِّ بد کا ہے پردہ نگاہ میں حائل
پرے یہ آنکھ کا شہتیر کر کے دیکھتے ہیں

عیاں ہے اس کی صداقت جو اس کے چہرے سے
تو اس کی سامنے تصویر کر کے دیکھتے ہیں

تمھیں یقین ہے طارق ، کہ ہے دعا میں اثر
تو ہو گی کیا بھلا تاثیر ، کر کے دیکھتے ہیں

یوں تو لگتا تھا ہے تدبیر نمایاں تیری

یوں تو لگتا تھا ہے تدبیر نمایاں تیری
پھر کھلا یہ کہ ہے تقدیر نمایاں تیری

دل پہ ہو نقش تو وہ کیسے مٹائی جائے
روز ہوتی ہے جو تصویر نمایاں تیری

حسن ، قرطاس پہ الفاظ کی صورت اترے
دل کو لگتی ہے جو تحریر نمایاں تیری

اس کو پڑھتے ہوئے اوروں سے الگ رکھتا ہوں
ہے اثر کرتی جو تفسیر نمایاں تیری

دیر سے اور بھی لوگ آتے ہیں مجھ سے ملنے
مجھ کو لگتی ہے تو ، تاخیر نمایاں تیری

گفتگو کرنے کا آتا ہے سلیقہ تجھ کو
بات کرنے میں ہے ، تاثیر نمایاں تیری

کبر گر جڑ سے مٹے ، دل میں خدا بولے گا
سُن کہ ہو جائے گی تکبیر نمایاں تیری

لطف کیا آئے کسی اور کو سن کر طارق
ہے جو سب لوگوں میں تقریر نمایاں تیری

امن کا پیغام

مبارک احمد رانا صاحب کے نام جو دنیا کو حضرت خلیفہ المسیح
ایّدہ اللہ کا امن کا پیغام دینے کی غرض سے سفر کر رہے ہیں۔
اللہ ان کا حامی و ناصر ہو۔

پیغامِ امن لے کے ، اک دین کا سپاہی
گھر سے نکل پڑا ہے ، دیں اس کی ہم گواہی

پیغام سن کے اس کا ہو وہ اثر دلوں پر
بچ جائیں ، اس سے پہلے دنیا کی ہو تباہی

نکلا خدا کی خاطر ہے وہ جو گھر سے اپنے
مقصد فقط ہے اس کا دنیا کی خیر خواہی

ہر موڑ پر فرشتے ہوں ساتھ ساتھ اس کے
حاصل ہو اس کا مقصد ہے امن کا جو راہی

گر چل نہیں سکے ہم ، ساتھ اس کے تو دعا دیں
آسان اس کا کر دے ہر کام یا الٰہی

نئے سرے سے یہ تمہید کر کے دیکھتے ہیں

نئے سرے سے یہ تمہید کر کے دیکھتے ہیں
تعلّقات میں تجدید کر کے دیکھتے ہیں

جو آسمان کو دیکھیں ، لگا کے آشائیں
زمین کو وہی تاکید کر کے دیکھتے ہیں

جو دیدہ ور ہیں اسی نور کے طفیل ، وہی
" اک آفتاب پہ تنقید کر کے ، دیکھتے ہیں "

یقین ہے ، کہ ہے نرمی مزاج میں ان کے
کیوں آپ لہجے میں تشدید کر کے دیکھتے ہیں

عمل میں دیکھتے ہیں آ گئی ہے کمزوری
وہ آنکھ پھیر کے ، تردید کر کے دیکھتے ہیں

کہو کہ راس نہیں آئی دشمنی ہم سے
تو اب تمہاری ہی تائید کر کے دیکھتے ہیں

بتوں کو دل میں جگہ دی ،مگر نہ کام آئے
تو اب خدا ہی کی تمجید کر کے دیکھتے ہیں

خِرَد نے ہم کو دکھائی اگر نہیں منزل
تو قیس کی ذرا تقلید کر کے دیکھتے ہیں

دکھائی راستہ دیتا نہیں ، ہے شب ، تاریک
تو ماہتاب کو خورشید کر کے دیکھتے ہیں

طلوع ، جب سے افق پر ہوئے ہیں ہم طارق
تو لوگ ہم پہ بھی اُمّید کر کے دیکھتے ہیں

یوں تیری چاہ میں دل سے، تجھے دُعا دیں گے

یوں تیری چاہ میں دل سے ، تجھے دُعا دیں گے
کہ تیری راہ میں آنکھیں ، سبھی بچھا دیں گے

سمیٹ لیں گے محبّت سے تیرے سارے دُکھ
تلاش کر کے ، خوشی بھی ، کہیں سے لا دیں گے

سرشت میں ہے وفا ، دوستی خمیر میں ہے
تری وفاؤں کے بدلے ، تجھے وفا دیں گے

کبھی نہ یاد رکھیں گے ، بھلائی کر کے ہم
کبھی جتا کے نہ احسان ، بوجھ لا دیں گے

یہ ہم ہیں جان نچھاور ، جو تجھ پہ کرتے ہیں
رقیب پیار کے بدلے میں تجھ کو کیا دیں گے

فدا ہیں تجھ پہ بہت ، اشک پونچھنے والے
وہ کیسے تجھ کو کسی بات پر رُلا دیں گے

یقین تجھ کو دلاتے ہیں عہد کرتے ہوئے
ترے اشارے پہ ہم جان بھی لُٹا دیں گے

کبھی نہ آئے گا عزّت پہ تیری حرف کوئی
پسینہ کیا ، تری خاطر ، لہو بہا دیں گے

تجھے نہ جانتے طارق تو اور ہوتی بات
ترے لئے تو کبھی عرش بھی ہلا دیں گے

❀❀❀

کہتا ایک غزل ہوں عمدہ، تیرے نام

کہتا ایک غزل ہوں عمدہ ، تیرے نام
اور جو تُو رکھتا ہے پردہ ، تیرے نام

سیکھ لیا جب تیرے گھر کا رستہ اب
جیون کا سب گورکھ دھندہ تیرے نام

رنگ ، مہک ، شبنم ، لہراتی شاخِ گل
صبحِ چمن میں کھِلتا وردہ تیرے نام

تیری ہر اک بات پہ ہے سر خم میرا
میرا دل اور ہر اک سجدہ تیرے نام

وابستہ ہیں سارے دُکھ سُکھ ساتھ ترے
راضی ہوں ، ہر حال میں ، وعدہ تیرے نام

عہد کیا ہے تجھ سے ، پورا ہو گا یہ
میں رکھوّں گا سارے زندہ ، تیرے نام

پتھر اور درختوں پر کب لکھے ہیں
دل پر کر رکھے ہیں کندہ ، تیرے نام

تُو بتلا انکار کرے گا تُو کیسے
مانگ رہا ہے ، لے کر بندہ ، تیرے نام

طارق کہہ دے اس کو ، جب جیون تیرا
حیثیّت ، سب عزّت ، عہدہ تیرے نام

❀❀❀

ایک ہو اک اور دو ہوں گیارہ

ایک ہو اک اور دو ہوں گیارہ
کیوں جھگڑیں آپس میں یارا

اوپر والا بہتر جانے
جب اس کا ہی ملک ہے سارا

دولت سے کب آنکھ بھری ہے
قیصر و کسریٰ ہوں یا دارا

جانے کب گردش میں آئے
کس کا ہوا ، قسمت کا تارا

ایک بھنور سے نکلا ہی تھا
پھر چکّر میں ہے دو بارہ

محنت کر کے چلتے جائیں
جیسے بھی ہو جائے گزارا

اس کی مرضی پر راضی ہوں
اور بھلا پھر کیا ہے چارا

چھوڑ کے دنیا اور کہاں پر
جائے گا قسمت کا مارا

جس کے پیار میں تم پاگل ہو
وہ تو ہم کو بھی ہے پیارا

طارق کیسے کہہ دیں اُس کو
مشکل میں ہم ، کھیل تمھارا

اگر ہے میکدہ، ساقی نہیں ہے

اگر ہے میکدہ ، ساقی نہیں ہے
تو پینے کا مزہ باقی نہیں ہے

اُسے دیکھا ہے تُو نے آزما کر
ترا بندہ ، ترا شاکی نہیں ہے

انہیں امّید ہے بخشش کی تجھ سے
جنَیں آتی ہی چالاکی نہیں ہے

تُو بھیج ابرِ کرم ہو اب تو بارش
ہری ہوتی زمیں خاکی نہیں ہے

حسیں چہرہ ترے کس کام کا ہے
مرے اندر اگر پاکی نہیں ہے

دکھایا صرف موسیٰ ہی کو جلوہ
" بخیلی ہے یہ رزّاقی نہیں ہے "

محمدّ کی غلامی میں جو آئے
تو کیوں جاتی یہ سفّاکی نہیں ہے

ہو سختی کے مقابل صرف نرمی
مگر یہ حکم آفاقی نہیں ہے

نصیحت میں نے مانا کی ہے طارق
مگر لہجے میں بے باکی نہیں ہے

❀❀❀

پیارے آقا سے آموں کا تحفہ ملنے پر تازہ نظم

آقا سے جو ملے کہاں وہ عام آم ہیں
آقا کی یہ محبّتوں کا خود پیام ہیں

شیریں ہیں ذائقے میں تو لذّت سے پُر ہیں یہ
آقا ہو چاشنی بیاں ، کیا ، خاص آم ہیں

محدود تو نہیں رہی الفت کی یہ مٹھاس
آقا نگاہ میں تری ، سب خاص و عام ہیں

دل کا جہان ، خوب منوّر ہوا ہے جو
آقا سے معرفت کے پیئے ہم نے جام ہیں

اپنا تو کچھ نہیں سبھی اس ربّ کی ہے عطا
آقا ملیں جو نعمتیں ، سب تیرے نام ہیں

ملنے کو آئیں گھر ترے ، جائے تُو اپنے دیس
آقا یہ جانتے ہیں ، الٰہی یہ کام ہیں

کھائے خود اپنے باغ میں تُو بیٹھ کر یہ آم
آقا دعائیں تیرے لئے صبح و شام ہیں

مکرّم عبد الرّحمٰن بٹ مرحوم

(14.4.2023-8.8.1928)

اک جوانمرد، صاحبِ کردار
چاق و چوبند ہر گھڑی ہشیار

مسجدِ فضل کی صفِ اوّل
اس کو پاتے وہیں پہ سب ہر بار

ہو گیا مستعد ڈیوٹی پر
اس کو دفتر نے دی صدا اک بار

خدمتِ دین میں کٹا جیون
تھا خلافت کا ایسا تابعدار

وقت پر کام اس کا شیوہ تھا
کام سمجھا نہیں کوئی دشوار

غیرتِ دین ایسی رکھتا تھا
خوف کھاتے تھے ، رعب سے اغیار

سارے لوگوں سے پیار اپنوں سا
جس کا ہوتا تھا ہر گھڑی اظہار

اس کو محبوب تھا خدا کا گھر
وہ تھا مسجد تھی یا تھی راہ گزار

ربّ کا تھا ایک بندۂ رحمٰن
پُر وقار اور مہرباں، خود دار

ہے دعا جا کے اپنے ربّ کے حضور
اُس کو مل جائے خلعتِ دربار

جنّت اُس کی رضا کی مل جائے
وہ جو شامل کرے مَعَ الابرار

واصف نے ختم کر لیا قرآن شکر ہے

واصف نے ختم کر لیا قرآن شکر ہے
بندے پہ رب کا اور اِک احسان شکر ہے

ماں باپ کی قبول جو محنت خدا نے کی
بے شک رحیم بھی ہے وہ رحمٰن شکر ہے

کرتے رہے دعائیں وہ محنت کے ساتھ ساتھ
ہر دم دعاؤں پر رہا ایمان شکر ہے

بھیجا ہے اپنے فضل سے پیغام جس نے وہ
کرتا ہے مشکلیں سبھی آسان شُکر ہے

ہر روز اس کی رحمتیں ہوتی ہیں بے شُمار
سایہ ہے اس کے فضل کا ہر آن شکر ہے

ہر روز اب تلاوتِ قرآن تو ہو گی
نیّت ہے ترجمے کا ہو عرفان شُکر ہے

تفسیر سیکھنے کا ارادہ ہے ایک دن
اس قدر اس کا پائے گا وجدان شُکر ہے

واصف کو اپنے فضل سے سب کچھ سکھا خدا
اپنی کرائی تُو نے جو پہچان شُکر ہے

24.4.2023

ا۔ ابراہیم کی پہلی سالگرہ پر۔۔۔

(27.8.2023)

ہے براہیم پسر اور پدر اسمٰعیل
جاں نچھاور کرے ماں اس کی جو ہے اقرا خلیل
اس کی صورت ہے حسیں ، کر دے تو سیرت بھی جمیل
فضل ہو اس پہ ، کروں میں یہ دعا ربِّ جلیل

اپنے دادا کی طرح ہو یہ بلند اقبال
اور دادی کی دعائیں بھی بنیں اس کی ڈھال
نانی لبنٰی ہے بزرگوں میں یہ کریں تسلیم
اور دادی کی محبّت سے بنی بشریٰ نسیم
تایا محمود ہیں ، انجم بھی ، اور ظفر اقبال
چچا طارق بھی اسے دیکھ کے ہوتے ہیں نہال

ہو مبارک کہ یہ دن لایا ہے خوشیوں کی نوید
ہو گئی لگتا ہے جیسے کہ ہماری پھر عید
پھوپھیاں ، طاہرہ، ثمرین اور عطیّہ حمید
بھائی حارث بھی تو ہے اس کی محبّت کی کلید

اے خدا اپنی محبّت تُو عطا کر دے اسے
دین و دولت بھی ، فراست بھی عطا کر دے اسے
تُو گناہوں سے حفاظت بھی ، عطا کر دے اسے
جس سے تُو خوش ہو شرافت بھی عطا کر دے اسے

خدمتِ دین میں بڑھ جانے کی توفیق ملے
وقفِ نو اس کو نبھانے کی بھی توفیق ملے

۲۔ابراہیم کی پہلی سالگرہ پر۔۔۔۔

صد شکر ہے خدایا تُو نے یہ دن دکھایا
یہ روز کر مبارک، سبحان مَن یرانی

اک سال کا ہوا ہے خالد کے گھر کا گُل یہ
اچھا لگے یہ سب کو ، چاہے مچائے غُل یہ
ماں باپ خوش ہیں جن کے دل کا اثاثہ کُل یہ
دونوں محبّتوں کا ہے اک حسین پُل یہ
رحمت کا باب ہم پر دیکھو گیا ہے کُھل یہ
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

۔۔۔۔

ابا کے دل کا پیارا، ماں کا ہے یہ دلارا
دادی کے دل کی دھڑکن، جس نے اسے سنوارا
اس کی شرارتوں کے بِن ہو نہ اب گزارا

رونق ہے اس سے گھر میں ، روشن ہوا جو سارا
اے میرے پیارے مولا، تیرا ہے سب سہارا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

جو وقفِ نو میں شامل ماں باپ نے کیا ہے
تیرے کرم سے مولا موقع انہیں ملا ہے
تحفہ خدا نے ان کو نایاب یہ دیا ہے
کر لے قبول باری تجھ سے یہ التجا ہے
دادا کی یہ دعا ہے ، سب کچھ تری عطا ہے
یہ روز کر مبارک، سبحان مَن یرانی

❀❀❀

۳۔ "ابراہیم" کی پہلی سالگرہ پر۔۔۔

ہو گیا ہے آج ابراہیم ، جو اک سال کا
ہو رہا ہے ذکر اس کے اب بلند اقبال کا

گن نہیں سکتے ، خدا کی نعمتیں ہیں بے شمار
یہ بنا مظہر ، خدا کے اَن گِنت ، افضال کا

شکر ہم جتنا کریں اپنے خدا کا ہو گا کم
سلسلہ ہے رحمتوں کے ، ہم پہ جو انزال کا

اس کی تربیّت کریں گے مل کے جب سارے عزیز
جلد بن جائے گا قائد پھر تو وہ اطفال کا

پائے گا ساری دعائیں تو بزرگوں کے طفیل
اس کو ورثے میں ملے اِخلاص بھی ابدال کا

اس کو رکھنا ہے بچا کر بد نظر ماحول سے
کچھ نہ کچھ تو حل نکل آئے گا اس جنجال کا

ذمّہ داری تربیّت کی دی گئی ماں باپ کو
پر حساب اپنے ہی دے گا ، ہر کوئی اعمال کا

خالد و اقرا مبارک ! دے تمہیں طارق دعا
ہے یہ ابراہیم کو تحفہ ، مرا اس سال کا

ڈاکٹر مرزا مبشّر احمد صاحب مرحوم

واہمہ ہر شخص کو ہوتا تھا ، ہیں اس پر فدا
خوش مزاجی زندگی بھر وصف اک ان کا رہا

ڈاکٹر مرزا مبشّر ، نام سے واقف تھے سب
نصف سے زائد صدی خدمت کا تھا جو سلسلہ

کام تھا فضلِ عمر میں روز و شب ، صبح و مسا
خدمتِ خلق ان کا شیوہ تھا بنا ، سب نے کہا

سرجری میں تھا تخصّص ان کا ،ہر شعبے میں پر
فائدہ ان سے اٹھاتے تھے جو لیتے مشورہ

خوبصورت خندہ چہرہ ، نرم خُو دھیما مزاج
جو ملا ان سے ہمیشہ ان کا گرویدہ رہا

خاندانی تھی وجاہت، مسکراہٹ مستزاد
سیکھنے والوں کو ملتا خوب اُن سے حوصلہ

علم کی تکمیل کر کے ، تجربہ حاصل کیا
کامیابی کی ضمانت ، ساتھ ان کے تھی دُعا

اپنے والد کی دعاؤں سے ہوئے وہ کامیاب
وقف کر کے ساتھ ان کے کام کا موقعہ ملا

پھر نبھایا وقف اپنا آخری سانسوں تلک
اور خلافت کی دعا کا سائباں سر پر رہا

لوٹ کر تیری طرف آیا ہے وہ مولٰی کریم
اے خدا تُو کر رِدائے مغفرت اُن کو عطا

اُن کے استقبال کو آئیں فرشتے خُلد میں
آخری دم تک ترے بندوں کا جو خادم رہا

❀❀❀

قطعہ

کیا جو قتل ، نظر سے تو کہہ گئے ہم سے
ترے رقیب تجھے اس کا خوں بہا دیں گے

ہمیں یقین ہے دل ان کا نرم و نازک ہے
ہوئے جو مہرباں تو قبر میں دبا دیں گے

قطعہ

چاند گاڑی لے کے بھارت آ گیا ہے چاند پر
چاندنی ہمسائیگی میں ہو گئی ہے ماند پر

ایٹمی طاقت ہیں دونوں ملک سب ہیں جانتے
یہ نہ ہو ، جذبات میں ، لیں سب حدوں کو پھاند پر

قطعہ

زمیں پہ چاند سے میں نے نگہ جو ڈالی ہے
زمین چاند سے بڑھ کر حسیں دکھائی دی

خلا نورد کی جب ہاں میں ہاں ملائی ہے
مجھے بھی کھانے کو ہے اس نے رس ملائی دی

قطعہ

اچھے اچھوں کو مات کرتا ہے
ہاتھ وہ سب کے ساتھ کرتا ہے

اس کو سمجھائیں گے سخنور ہی
وہ تو شعروں میں بات کرتا ہے

قطعہ

کروں تو کیا کروں اُس کو اگر بُرا جانوں
نصیحتوں نے تو اُلٹا اثر کِیا جانوں

مجھے یہ حکم دیا ہے مرے مسیحا نے
کہ بہترین ہے اُس کے لیے دُعا جانوں

قطعہ

تم ہی اندازِ سخن کوئی نیا بتلاؤ
تم نے ہر شعر مرا گر ہے پرانا جانا

داد کی کیسے توقّع مجھے ہو گی تم سے
تم نے گر میری غزل کو بھی ترانہ جانا

قطعہ

بتوں کو دیکھ کے سجدے میں گر گیا ہو گا
کوئی تو رشتہ ہے شیطان سے جو باقی ہے

کبھی جو یاد اُسے آئے وہ کرے توبہ
یہی امّید ہے انسان سے جو باقی ہے

پنجابی غزلاں

رڑے میدان اچ پُنجے بیہہ کے

رڑے میدان اچ پُنجے بیہہ کے
رب دے آگے سجدے پے کے

جے کر تیرے کمّ نہیں ہوندے
ویخ کدے اونہوں وی کیہہ کے

اوکھا ہندا اے چپ رہنا
مہنے لوکاں دے سیہہ سیہہ کے

سجن بدلے ، ساق وی چھڈے
پنڈ دی پریا نال وی کھیہہ کے

جیہڑا کیہڑا ننگ نہ کجے
ڈِگھ جاون جے کندھاں ڈھیہہ کے

دل دے ہتھوں جند نمانی
کیہڑے پاسے جایئے لیہہ کے

ھُن ایدے وچ لبھ ناں کیہہ ایں
تُوڑی بچ دی ، کنکاں گیہہ کے

ریہہ جاندے پر چسّ نہیں آوندی
طارق تیرے باجھوں ریہہ کے

❀❀❀

سوچیں پے کے حشر دیہاڑے، کِیہ کر دے

کٹھے ہو کے چنگے ماڑے ، کِیہ کر دے
سوچیں پے کے حشر دیہاڑے ، کِیہ کردے

ماڑے ماڑے رب دے لاگے جا بیٹھے
چودھریاں نوں پے گئے ساڑے ، کِیہ کر دے

جان ایمان دے اُتّے جنہاں دے دتّی
سِر تے چلّے چھوی کُہاڑے، کِیہ کردے

جنھاں نوں سَن کافر کئیندے پار ہوئے
دل وِچ رہ گئے دل دے ساڑے ، کِیہ کر دے

موڈھیاں اُتّے بیہ کے سب کجھ لکھ دے رہے
دا لاندے سن جیہڑے ، تاڑے، کِیہ کر دے

بیلی جیہڑے دنیا وِچ کہاندے سن
اونہاں وِچ وی پیٔے گئے پاڑے ، کِیہ کر دے

پوجا دنیا وِچ کر دے رہئے جنہاں دی
نال اوہناں دے او وی ساڑے ، کِیہ کر دے

جنّت دے ایتھے او سُفنے ویندے سن
رب نے جد دوزخ وِچ واڑے ، کِیہ کر دے

وعدے کر دے سن لوکاں نوں جنّت دے
آگ وِچ آپ گئے او ساڑے ، کِیہ کر دے

قہر خدا دا نازل ہویا اوہناں تے
بیٹھے رئے دوزخ پچھواڑے ،کِیہ کر دے

دیگاں چاڑھ کے لوکاں قُل ، ختَم کیتے
بُھل جیہڑے قبراں تے چاڑے ، کِیہ کر دے

بعد اوڈیک او ورھیاں دی وی آئی ناں
طارق ووہٹی باہجوں، لاڑے ، کِیہ کر دے

❀❀❀

جیہڑا مُڈھ اے ساریاں نُوراں دا اوس نُور دا ہویا ظہور دسّاں

جیہڑا مُڈھ اے ساریاں نُوراں دا اوس نُور دا ہویا ظہور دسّاں
لشکاں مار دا ویکھو گے جیہڑے پاسے سارا اوہدا ای اوہدا اے نُور دسّاں

چنّ ویکھ کے من دی گئی شانتی بیکل ہویا جو یاد کرا دتّا
اونہوں ویکھ کے یار دا منہ دسدا ، سوہنی لگدی کوئی نہ حُور دسّاں

زلفاں ویکھو تے کھاندیاں وَل اینویں جنویں کَرَن اشارہ تے دسن ایہہ
ویکھو اونہوں بنایا اے جس مینوں، مست اکھیاں سوہنیاں گُھور ، دسّاں

ڈانج ٹکدی نئیں شرابیاں دی ، جھلّے پی کے ڈِگدے پھر دے نیں
اونہوں پین دی لوڑ نہیں کائی ، جیہڑا اوہدے نشے وِچ چُور دسّاں

اوہدی قدرت دے جلوے تے ہر پاسے اوہدی شان دا نعرہ بلند کر دے
واجاں دیندیاں وادیاں سُن لیّاں ، ہویاں میرے لئی اوہو طُور دسّاں

محترم مبارک صدیقی صاحب دی والدہ صاحبہ دی وفات اُتّے پُرسا۔

آؤ رَل کے دُکھ ونڈا یئے ، ماں تے سانجھی ہندی اے
تیرا دکھ، ساڈا وی دکھ اے ، ماں تے سانجھی ہندی اے

جِدے تے پیراں وچ جنّت سی ، جنّت نوں او ٹُر پئی
اسیں تے سارے پچھّے رہیہ گئے ، ماں تے سانجھی ہندی اے

سارے جگ نوں آپ ہنساویں، دُکھ درداں نُوں ونڈیں
لوکیں کیئندے بلّے بلّے ، ماں تے سانجھی ہندی اے

وَسّوں باہر نہ جے کر ہُندا ، جاندی نہ ماں چھَڈ کے
راضی ربّ دی مرضی اُتّے ، ماں تے سانجھی ہندی اے

گھڑی مُڑی اوہ چیتے آوے، اوہنوں کوَن بُھلاوے
ہَو کے بھر کے ، درد ، رُلاوے ، ماں تے سانجھی ہندی اے

سوچاں دے وچ پے کے ، بیبا ، گھر دے پھیرے لاواں
فِر وی کیوں ایہہ جی گھبرا وے ، ماں تے سانجھی ہندی اے

یارا تینوں ہور کی دسّاں ، دل دے دُکھڑے پھولاں
یاراں نال جے یاری ھوندی ، ماں تے سانجھی ہندی اے

*5.6.2023



ڈاکٹر طارق انور باجوہ

ڈاکٹر طارق انور باجوہ ضلع لائلپور (حال فیصل آباد) کے ایک گاؤں میں پیدا ہونے کے چند ماہ بعد ہی اپنے والدین کے ساتھ کنری (سندھ) آ گئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد 1970 میں کیڈٹ کالج حسن ابدال چلے گئے جہاں سے 1975 میں ایف ایس سی کیا۔ 1982 میں لیاقت میڈیکل کالج سے ایم بی ایس کے بعد پاکستان فوج میں شمولیت کی۔ 1990 میں میجر کے عہدے سے استعفیٰ دے کر لندن آ گئے۔ یہاں سے سرجری کی ڈگری ایف آر سی ایس لینے کے بعد تین سال کے لئے وقف کر کے تنزانیہ، مشرقی افریقہ میں بطور ڈاکٹر کام کیا۔ واپس آ کر جنرل پریکٹس کا شعبہ اختیار کیا۔ مسلم ٹیلیوژن احمدیہ پر ۱۳ سال بطور اردو نیوز پروڈیوسر اور نیوز پریزنٹر کام کیا۔ آج کل ریڈیو وائس آف اسلام یو کے سے منسلک ہیں۔ باقاعدہ شاعری کا آغاز جون سنہ 2020 سے کیا۔ ان کے درج ذیل مجموعہ ہائے کلام شائع ہو چکے ہیں۔

1۔ **لبِّ لباب** 2۔ **چاک دامانِ جنوں** 3۔ **ہم قدم، دم بدم** 4۔ **در آئینہ صفِ دوستاں**

5۔ **نصیبِ چارہ گری** 6۔ **بازگشت** 7۔ **پیتم بن من سُونا** 8۔ **روزنِ خانۂ دل**

9۔ **سرنامۂ نور** 10۔ **دربار۔ خلافت میں نذرانۂ عقیدت و محبّت**



ڈاکٹر طارق انور باجوہ

ڈاکٹر طارق انور باجوہ ضلع لائلپور (حال فیصل آباد) کے ایک گاؤں میں پیدا ہونے کے چند ماہ بعد ہی اپنے والدین کے ساتھ کنری (سندھ) آ گئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد 1970 میں کیڈٹ کالج حسن ابدال چلے گئے جہاں سے 1975 میں ایف ایس سی کیا۔ 1982 میں لیاقت میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کے بعد پاکستان فوج میں شمولیت کی۔ 1990 میں میجر کے عہدے سے استعفیٰ دے کر لندن آ گئے۔ یہاں سے سرجری کی ڈگری ایف آر سی ایس لینے کے بعد تین سال کے لئے وقف کر کے تنزانیہ، مشرقی افریقہ میں بطور ڈاکٹر کام کیا۔ واپس آ کر جنرل پریکٹس کا شعبہ اختیار کیا۔ مسلم ٹیلیوژن احمدیہ پر ۱۳ سال بطور اردو نیوز پروڈیوسر اور نیوز پریزنٹر کام کیا۔ آج کل ریڈیو وائس آف اسلام یو کے سے منسلک ہیں۔ باقاعدہ شاعری کا آغاز جون سنہ 2020 سے کیا۔ ان کے درج ذیل مجموعہ ہائے کلام شائع ہو چکے ہیں۔

1۔ لبِ لُباب　2۔ چاک دامانِ جنوں　3۔ ہم قدم، دم بدم　4۔ در آئینۂ صفِ دوستاں

5۔ نصیبِ چارہ گری　6۔ بازگشت　7۔ پیتم بن من سونا　8۔ روزنِ خانۂ دل

9۔ سرنامۂ نور　10۔ دربارِ خلافت میں نذرانۂ عقیدت و محبت